فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر

خواجہ محمد قاسم



آزاد بک ڈپو

عکس

کتاب الاضحیة:---------------------72

کتاب الکرهیة:-----------------------73

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام کائنات پر شرف و بزرگی اس لیے دی کہ یہ انسان اس کائنات میں منشائے الٰہی کے مطابق زندگی گزارے اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس انسان کو زندگی گزارنے کے اصول بھی بیان فرما دیے کہ جو بھی بڑے لوگ ہوں وہ ہر چھوٹے افراد کو بھی اسی طریق پر لگائے رکھیں اسی کا نام خلافت الٰہیہ ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے خلفاء انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ان کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، بولنا، ناراضگی خوشنودی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے۔ اور احکام الٰہی پہنچانے میں انبیاء کبھی کمی نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو بشارت دیتے ہیں کہ ہم نے تمہارا دین یعنی زندگی گزارنے کا طریقہ مکمل کر دیا ہے اور یہ ایسا انعام ہے جو کسی پہلے پیغمبر کو نہیں دیا گیا اب اس دین میں کسی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا ولی اللہ عالم دین محدث امام پیشوا کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی مسئلہ میں ترمیم یا کوئی کمی بیشی کرے۔

۳۔ ائمہ دین اللہ کے دین پر خود بھی چلتے ہیں اور دوسروں کو بھی چلنے کی ترغیب دیتے ہیں لیکن معصوم عن الخطا نہیں ہوتے، بسا اوقات ان سے بھول ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ ان پر وحی نازل نہیں ہوتی اس لیے وہ بسا اوقات اس بھول پر ساری زندگی گزار دیتے ہیں، جس کو اجتہادی غلطی کہتے ہیں۔

۴۔ اجتہادی غلطی پر اللہ تعالیٰ گرفت نہیں فرماتے بلکہ معاف فرما دیتے ہیں بلکہ نیک نیت مجتہد کو غلطی پر بھی ایک اجر ملتا ہے۔ کیونکہ وہ جان بوجھ کر غلطی نہیں کرتا بلکہ کسی مسئلہ کے سمجھنے میں فہم کی غلطی سے بھول میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔

۵۔ اجتہادی غلطی پر اگرچہ قیامت کو گرفت نہیں ہوگی لیکن دنیا میں وہ سزا سے بچ نہیں سکتا جس طرح بھول کر زہر کھا لینے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم میں نہیں پھینکیں گے لیکن زہر اپنا اثر ضرور کرے گا اور وہ موت سے نہیں بچ سکتا۔ جس طرح جنگ احد میں صحابہ سے ایک اجتہادی غلطی ہوئی اور کچھ صحابہ پہاڑی

والے مورچہ سے جگہ چھوڑ کر آ گئے جس کا کفار مکہ کو پتہ لگا اور انھوں نے اسی پہاڑی کی طرف سے حملہ کر کے ستر صحابہ کو شہید کر دیا۔ اگر چہ اللہ تعالیٰ انہیں اجتہادی خطا کی وجہ سے قیامت کو نہ پوچھے لیکن اس غلطی کی سزا سے بچ نہ سکے اور اسی سزا میں ستر صحابہ شہید ہو گئے۔

۶۔ آج بھی ہمارے اسلامی فرقوں کا اختلاف اگر چہ اجتہادی غلطیوں کی وجہ سے ہی ہو اور شاید اللہ تعالیٰ ان ائمہ دین کو نہ پوچھے لیکن اس کی وجہ سے امت پارہ پارہ ہو گئی اور اس سزا سے امت بچ نہ سکی۔

۷۔ ائمہ دین کیلئے تو اجتہادی غلطی کی وجہ سے گرفت سے بچنے کی امید ہو سکتی ہے لیکن جو ان کے اندھے مقلدین ہیں اور ایک غلطی کو غلطی سمجھنے کے باوجود اس پر اڑ جاتے ہیں ان کے گرفت سے بچنے کی توقع کیسے ہو سکتی ہے۔ مثلاً شیخ دیوبند اپنی تقریر ترمذی میں فرماتے ہیں کہ بیع خیار کا مسئلہ اگر چہ بحیثیت دلیل کے امام شافعی کا درست ہے لیکن ہم چونکہ مقلد ہیں اس لیے ہم اپنے امام کے قول پر ہی اڑے رہیں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تقلید کا کہیں حکم نہیں دیا بلکہ جابجا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور دوسروں کے پیچھے نہ لگنا۔

۸۔ آج کل کے علماء سے تو عوام ہی سمجھ دار ہیں آپ کسی ایک عامی آدمی سے بھی پوچھیں کہ کیا تو کسی امام یا عالم کی بات اس لیے مانتا ہے کہ بات اس امام یا عالم کی ہے یا اس لیے مانتا ہے کہ وہ خدا اور رسول کی بات ہے ہر عام آدمی یہ سمجھتا ہے کہ یہ عالم ہمیں خدا اور رسول کی باتیں بتاتا ہے اس لیے مانتے ہیں آپ کسی سے یہ کہہ کر دیکھ لیں کہ بھائی یہ بات خدا اور رسول کی نہیں صرف میں اپنی طرف سے اچھی بات کہہ رہا ہوں تو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ ایسے علماء کو سمجھ دے کہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا وہ ڈنکے کی چوٹ اسے فرض و واجب کہہ رہے ہیں حالانکہ تقلید کا قرآن و حدیث میں کسی جگہ بھی حکم نہیں ہے اور جو آیات و احادیث تقلید کے رد میں ہیں انہیں سے یہ تقلید واجب کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں ہے کہ **فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون** ۔ اگر تمہیں علم نہیں تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ قطع نظر اس کے کہ اہل ذکر سے یہاں کون لوگ مراد ہیں اور اس آیت کا شان نزول کیا ہے۔ بھلا سوال کرنا تقلید ہے یا تحقیق۔ تقلید کا لفظ تحقیق کی ضد ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خوب پوچھ گچھ کر پڑتال کر کے مسئلہ پر عمل کرو،

اور اسے تحقیق کہتے ہیں تقلید میں تو سوال کرنا ہی حرام ہے اگر کوئی مسئلہ پوچھنے والا دلیل پوچھ لے تو وہ تقلید سے خارج ہو جائے گا۔ کبھی کسی فتویٰ پوچھنے والے نے یہ نہیں لکھا کہ مولانا اپنی رائے بیان فرمائیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کتاب وسنت کے مطابق مسئلہ کس طرح ہے۔

۱۰۔ اسی طرح ایک اور آیت ہے کہ **اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** (الآیہ) کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت اور **اولی الامر** کی بھی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ **اولی الامر** کی بات غلط ہے تو ان سے تنازع اور مخالفت کرنا بھی فرض ہے اور خالص خدا اور رسول کی باتیں ہی واجب الاطاعت ہیں۔ اس آیت میں **اولی الامر** سے مراد اگرچہ حاکم وقت مسلمانوں کا امیر مراد ہے اور اگر ان لوگوں کے خیال کے مطابق ائمہ دین بھی مراد لے لیے جائیں تو بھی بات واضح ہے کہ خدا اور رسول کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ ان کے علاوہ **اولی الامر** کی بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور اگر غلط ہو تو پھر اس کی مخالفت کرنا اور ان سے تنازعہ کرنا بھی فرض ہے۔ ان بیچاروں کو اتنا بھی علم نہیں کہ یہ حکم کیوں دیا جا رہا ہے صرف اس لیے کہ دین کو آپ کے ارشاد کے مطابق **فلیبغ الشاهد الغائب** آخر کس انسان نے بتانا ہے، تو جو بھی آدمی آپ کے سامنے قرآن وحدیث پیش کرے اس کی بات ماننا فرض ہے کیونکہ وہ اپنی بات نہیں کہہ رہا بلکہ وہ خدا اور رسول کی بات کہہ رہا ہے تو گویا اصل اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور پھر اس کی جو ان کے احکام بیان کرے۔

۱۱۔ امت میں کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ ان کی تمام باتیں درست ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے تو یہ اس کے رسول بنانے کے مترادف ہے۔ امام مالکؒ فرماتے تھے کہ ہر کسی کی کوئی بات ماننے کے قابل ہوتی ہے کوئی رد کر دینے کے قابل سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ ان کی کوئی بات بھی ایسی نہیں جسے رد کیا جا سکے۔

۱۲۔ یہی وجہ ہے کہ ہر امام کی بعض مسائل میں مخالفت ہوئی ہے اور جب بھی دو اماموں میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو جائے تو بہر حال ایک درست ہوگا دوسرا نادرست نیز نادرست کو عدم علم کی وجہ سے مان بھی لے تو جب علم ہو جائے اس کی مخالفت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے امام ابو حنیفہؒ کے دو بڑے شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بن حسن نے تہائی مسائل میں انکی مخالفت کی ہے۔ میں بطور

اور اسے تحقیق کہتے ہیں تقلید میں تو سوال کرنا ہی حرام ہے اگر کوئی مسئلہ پوچھنے والا دلیل پوچھ لے تو وہ تقلید سے خارج ہو جائے گا۔ کبھی کسی فتویٰ پوچھنے والے نے یہ نہیں لکھا کہ مولانا اپنی رائے بیان فرمائیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کتاب وسنت کے مطابق مسئلہ کس طرح ہے۔

۱۰۔ اسی طرح ایک اور آیت ہے کہ **اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** (الآیہ) کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت اور اولی الامر کی بھی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ اولی الامر کی بات غلط ہے تو ان سے تنازع اور مخالفت کرنا بھی فرض ہے اور خالص خدا اور رسول کی باتیں ہی واجب الاطاعت ہیں۔ اس آیت میں اولی الامر سے مراد اگرچہ حاکم وقت مسلمانوں کا امیر مراد ہے اور اگر ان لوگوں کے خیال کے مطابق ائمہ دین بھی مراد لے لیے جائیں تو بھی بات واضح ہے کہ خدا اور رسول کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ ان کے علاوہ اولی الامر کی بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور اگر غلط ہو تو پھر اس کی مخالفت کرنا اور ان سے تنازعہ کرنا بھی فرض ہے۔ ان بیچاروں کو اتنا بھی علم نہیں کہ یہ حکم کیوں دیا جا رہا ہے صرف اس لیے کہ دین کو آپ کے ارشاد کے مطابق **فلیبغ الشاھد الغائب** آخر کس انسان نے بتانا ہے، تو جو بھی آدمی آپ کے سامنے قرآن وحدیث پیش کرے اس کی بات ماننا فرض ہے کیونکہ وہ اپنی بات نہیں کہہ رہا بلکہ وہ خدا اور رسول کی بات کہہ رہا ہے تو گویا اصل اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور پھر اس کی جو ان کے احکام بیان کرے۔

۱۱۔ امت میں کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ ان کی تمام باتیں درست ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے تو یہ اس کے رسول بنانے کے مترادف ہے۔ امام مالکؒ فرماتے تھے کہ ہر کسی کی کوئی بات ماننے کے قابل ہوتی ہے کوئی رد کر دینے کے قابل سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ ان کی کوئی بات بھی ایسی نہیں جسے رد کیا جا سکے۔

۱۲۔ یہی وجہ ہے کہ ہر امام کی بعض مسائل میں مخالفت ہوئی ہے اور جب بھی دو اماموں میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو جائے تو بہرحال ایک درست ہوگا دوسرا نادرست نیز نادرست کو عدم علم کی وجہ سے مان بھی لے تو جب علم ہو جائے اس کی مخالفت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے امام ابوحنیفہؒ کے دو بڑے شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بن حسن نے تہائی مسائل میں انکی مخالفت کی ہے۔ میں بطور

مثال ایک واقعہ بیان کرتا ہوں، امام ابوحنیفہؒ نے جس حدیث میں آتا ہے کہ مجاہد جو پیدل ہو اس کو غنیمت سے ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دیے جائیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ یہ عجب بات ہے کہ گھوڑے کو آدمی سے بڑھا دیا بلکہ سوار کو دو حصے دینے چاہئیں ایک گھوڑے کا ایک سوار کا۔ یعنی بجائے تین حصوں کے دو حصے دینے کا فتویٰ دیا۔ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الآثار میں اس پر تعاقب فرمایا کہ یہ عجب بات ہے کہ امام صاحبؒ نے گھوڑے کو آدمی کے برابر کر دیا پھر فرمایا کہ حدیث کی بات ہی درست ہے کیونکہ جو بھی سوار ہوتا ہے اس کا گھوڑے کو پالنا تربیت دینا اخراجات کرنا دراصل یہ سب سوار کا ہی حصہ ہوتا ہے نہ کہ گھوڑے کا۔ تو گویا امام ابو یوسفؒ نے ایک قسم کی طنز بھی کی ہے اور مخالفت بھی کی ہے۔

۱۳۔ دراصل پرانے لوگ کسی کی تقلید سے نکلنا اسلام سے نکلنے کے مترادف نہ سمجھتے تھے بلکہ وہ اگر کسی امام کی بات کتاب وسنت سے ٹکراتی تو اس کو چھوڑ دیتے اور شیخ دیوبند کی طرح یہ نہ کہتے کہ اگرچہ بات امام شافعیؒ کی درست ہے لیکن ہم مجبور ہیں کیونکہ مقلد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علمائے ربانی بھی ہوئے ہیں جو قرآن وسنت کی طرف بلاتے رہے ہیں اور علمائے سو بھی ہوئے ہیں جو محض اپنا اپنا اقتدار سیدھا کرتے رہے۔

۱۴۔ بادشاہ عالمگیر بھی ان مخلص لوگوں میں سے تھا جو چاہتا تھا کہ اسلام کو عملاً نافذ کرے۔ چنانچہ اس نے علماء کو دعوت دی کہ اسلام کی تعزیرات مرتب کریں تاکہ میں انہیں نافذ کر دوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سینکڑوں علماء ہوں اور سالہا سال بادشاہ سے وظائف لیتے رہے ہوں لیکن جب تعزیرات اسلام سامنے آئیں تو وہ ایک دن کیلئے بھی نافذ نہ ہو سکیں کیونکہ وہ اسلام کی بجائے صرف ایک طبقہ کی نمائندگی کرتی تھیں۔ عالمگیری کو نام اسلام کا اور کام کچھ اور یعنی ہاتھی کے دانت دکھا کر بنا کچھ اور دیا۔

۱۵۔ فتاویٰ عالمگیری میں اتنی سکت ہی نہیں کہ وہ تعزیرات اسلام بن سکے میں تو کئی مرتبہ اپنے بھائیوں کو چیلنج کرتا رہا ہوں کہ کوئی بڑے سے بڑا گناہ کر کے میرے پاس آجائے چوری، قتل، زنا تک کے عیب کر کے آئے میں اس کی مفت وکالت کروں گا۔ اگر اس پر اسلام کی حد جاری ہو جائے تو میں ہر سزا قبول کرنے کو تیار ہوں۔ دراصل عالمگیری فتاویٰ میں اتنی لچک ہے کہ کسی پر حد لگ ہی نہیں سکتی۔ بلکہ فقہ حنفی تو خود وکیلوں والے داؤ سکھاتی ہے۔ اور کتاب الحیل پہ مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

۱۶۔ اسلام میں گواہوں کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے حد نافذ ہوتی ہے یہاں بد کاری کر کے آئے اور عدم گواہ کی وجہ سے بری کر دیا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صرف زنا کی غالباً چار حدیں نافذ ہوئیں کہیں بھی گواہوں کی ضرورت پیش نہ آئی۔ کیونکہ اصل حد میں گواہی نہیں بلکہ حاکم وقت کو اس بات کا یقین ہو جانا چاہیے کہ واقعی یہ شخص مجرم ہے تو اس پر حد لگ جاتی ہے ورنہ آج تو پیشہ ور عورتیں بھی کبھی اپنے پاس چار گواہ نہیں آنے دیتیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بدکاری جائز ہو جائے گی؟

۱۷۔ حکومت کو بدکاری بدمعاشی، قتل و غارت کو روکنے کیلئے پوری کوشش کرنی چاہیے اور اگر معلوم ہو جائے کہ یہ چور ہے بدقماش ہے قاتل ہے زانی ہے تو پھر اس میں رعایت نہیں ہونی چاہیے ہمارے پاکستان میں اسلام کے نفاذ میں بھی عالمگیری طبقہ ہی حائل ہے یا پھر رشوت خوری حائل ہے جو پیسے سے مقدمہ کا رنگ تبدیل کر دیتی ہے بلکہ بسا اوقات قاتل کو کوئی پوچھتا بھی نہیں اور دعویٰ کرنے والے مار کھاتے رہتے ہیں۔

حافظ خواجہ محمد قاسم صاحب بھی اس رسالہ میں عالمگیری فتاویٰ کی پوزیشن پیش کر رہے ہیں۔ کہ فتاویٰ عالمگیری اسلامی تعزیرات نہیں ہیں بلکہ وکیلوں کے داؤ پیچ ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

خالد گھرجاکھی

خطیب جامعہ مسجد اہلحدیث گرجاکھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

یہ ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ ہر خاص وعام کی زبان پر تھا۔ نصف صدی کے طویل عرصہ میں ہر آنے والی حکومت نے جس طرح اس کو نظر انداز کیا ہے اور اس کے ساتھ جو بے وفائی کی ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر وفا علمائے کرام نے بھی نہیں کی ہے پاکستان بننے کے بعد یکا یک ان کی نظریں بدل گئیں۔ ہر مکتب فکر کے علمائے نے اسے اپنے مطلب کی شکار گاہ بنانا چاہا۔ کسی نے اسے مرزائی ریاست بنانے کے خواب دیکھے۔ کوئی اسے جعفری اسٹیٹ بنانے پر تل گیا۔ کسی نے فقہ حنفی براستہ دیوبند کا نفاذ عمل میں لانا چاہا اور کسی نے فقہ حنفی براستہ بریلی کی تمنا کی اور پھر ان میں سے کسی نے کہا ہمیں وہ اسلام چاہیے جو شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ نے پیش کیا کسی نے کہا ہمیں وہ اسلام مطلوب ہے جو حضرت علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش نے کشف المحجوب میں پیش کیا۔ شکر ہے ابھی تک کسی نے یہ نعرہ نہیں لگایا کہ انہیں وہ کچھ درکار ہے کہ جس کی نمائش شہباز طریقت حضرت اسمٰعیل صاحب المعروف بابا ننگے شاہ ساری عمر فرماتے رہے۔

بہرحال اپنی کثرت کے بل بوتے پر ملک کا سواد اعظم فقہ حنفی پر متفق ہوتا جا رہا ہے اور دن بدن یہ مطالبہ زور پکڑ رہا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کو نافذ کیا جائے جب بھی کہیں سے یہ آواز اٹھتی ہے اپنے ہزار اختلافات کے باوجود یہ سب فرقے بہت خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان کے دل کی آواز ہوتی ہے۔

اس میں شک نہیں یہ لوگ قرآن وسنت پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن مجمل انداز میں۔ مفصل ایمان ان کا فقہ حنفی کی کتابوں پر ہے۔ یہ قرآن وحدیث سے فتویٰ دینے کے مجاز نہیں ہیں۔ ان کا قرآن وسنت سے ویسا ہی تعلق ہے جیسا تعلق مسلمانوں کا تورات اور انجیل سے ہے۔ جس طرح مسلمان تورات اور انجیل پر مفصل ایمان لے آئیں تو گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ اگر قرآن وحدیث پر براہ راست اور مفصل ایمان لے آئیں تو گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بقول ان کے حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے

مکتوبات شریف میں فرمایا: ''ہم مقلدوں کو قول امام کے خلاف (از خود) حدیثوں پر عمل جائز نہیں۔ جو اس کا مرتکب ہو وہ احمق بے ہوش یا ناحق و باطل کوش ہے ------ ایک مسئلہ میں بھی اگر خلاف امام کیا تو مذہب سے خارج ہو جائے گا بلکہ جو ایسا کرے وہ ملحد ہے۔ (بحوالہ الفضل الموہبی ۱۳ از احمد رضا خاں صاحب)

مولانا تقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پا کر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہ ہوگا (تقلید کی شرعی حیثیت ۸۷)

محض اس لیے کہ پاکستان میں احناف کی اکثریت ہے یہاں فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ کرنا ایک ایسی بے معنی منطق ہے جو میرے جیسے عام مسلمان کیلئے نا قابل فہم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے جن ملکوں میں حنفیوں کی اکثریت نہ ہو وہاں یہ فقہ نافذ ہونے کے قابل نہیں۔ حالانکہ نبی ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں کافۃ للناس ہیں۔ آپ نے جو اسلام پیش فرمایا وہ سارے عالم اسلام کیلئے ہے مگر ان کے اپنے بقول فقہ حنفی سب کیلئے نہیں ہے تو معلوم ہوا اسلام اور چیز ہے اور فقہ حنفی اور چیز ہے۔ اسلام کے متعلق کہتے کہ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ مگر جب نفاذ اسلام کی بات ہوتی ہے تو فتاوی عالمگیری آگے کر دیتے ہیں۔ تو کیا عالمگیر مذہب سے مراد فتاوی عالمگیری ہے یعنی عالمگیر سے مراد عالمگیر بادشاہ ہے؟

ان کی طرف سے فقہ حنفی کی بہت تعریف ہو چکی۔ ان کے نزدیک فقہ حنفی عین کتاب و سنت کے مطابق ہے ان دونوں کے درمیان معاذ اللہ مطلق تباین و تناقض نہیں۔ لہذا مجھے امید ہے کہ اس کتاب میں درج شدہ عبارتوں پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ کیونکہ بقول ان کے اپنے یہ سب کتاب و سنت کے مطابق ہیں۔ اگر انہیں اس سے اختلاف ہوگا تو قرآن و سنت سے اختلاف ہوگا برا مانیں گے تو قرآن و سنت کو برا مانیں گے۔ اب ایک ہی بات ہے یا تو چوں چوں کے اس مربے کی ذمہ داری قبول کریں اور اسے من وعن تسلیم کریں یا پھر تقلید سے دستبرداری کا اعلان کریں۔ مقلد بھی کہلوائیں اور پھر ان رنگ برنگے اقوال و فتاوی کے ماننے سے بھی شرمائیں۔ یہ دونوں باتیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔

فتاوی عالمگیری پر انہیں حد درجہ ناز ہے اکثر کہا جاتا ہے پانچ سو سے زائد علماء نے اسے ترتیب

دیا ہے سوال یہ ہے وہ کون سے پانچ سو علماء تھے؟ ان کی کوئی ہسٹری شیٹ اور ان کا کچھ حدود اربعہ ہونا چاہیے۔ نیز یہ کہ یہ فتاویٰ اب تک کہیں نافذ العمل ہوا بھی ہے؟ مجھے تو لگتا ہے کتاب وسنت سے انحراف کر کے نئی شریعت گھڑنے کی گستاخی ہی دراصل سلطنت مغلیہ کے زوال کا معنوی سبب بن گئی تھی۔ اور جسے اب دوبارہ دوہرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ خاکسار اس کتاب کے ذریعے بروقت خبردار کرنا چاہتا ہے کہ جس فتاویٰ کے بہت چرچے ہیں اس کی اصل میں حقیقت کیا ہے۔

میں داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا حنفی علماء کی یہ نہایت دور اندیشانہ سیاست ہے کہ وہ اہلحدیثوں کو فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین، سینے پر ہاتھ باندھنا اور تراویح وغیرہ جیسے مسائل میں الجھائے رکھتے ہیں جس کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ اہلحدیثوں کو حنفیت کی اصل شکل نظر نہ آئے اور اس پر پردہ پڑا رہے۔ یہ وہ مسائل ہیں۔ کہ اگر صحیح حدیثیں ہمارے پاس ہیں تو کچھ ضعیف روایتیں یا اقوال ان کے پاس بھی ہیں میں اہلحدیث حضرات کو مشورہ دوں گا کہ وہ اب ان کے چکر میں نہ آئیں۔ وہ ان بحثوں کو طول دے کر وقت ضائع کرنے کی بجائے حنفی علماء کو وہ آئینہ دکھلائیں جس میں وہ اپنا چہرہ دیکھ کر خود ہی ڈر جائیں اور توبہ توبہ کر اٹھیں۔ ان کی قوم انھیں کہے اے علمائے کرام ومشائخ عظام کیا یہی تمہاری اوقات ہے اور یہی تمہارا مذہب ہے جس کی ہمیں دعوت دیتے ہو اور جسے نافذ کرانا چاہتے ہو______ مقصد کسی کی دلآزاری نہیں۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ ہمارے بھائی کسی طرح کتاب وسنت کی طرف لوٹ آئیں

(ان اریدالا الا صلاح مااستطعت وما توفیقی الا باللہ۔)

کتاب الطھارۃ

کھٹمل سے وضو ٹوٹتا

القراداذامس عضو انسان فامتلاء دما ان کان کبیرا ینقض (باب الفصل ۵ص۱۱) بڑا کھٹمل انسان کے کسی حصے کا خون چوس لے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

دوسرے کا

مس ذکرہ اوذکر غیرہ لیس بحدث عند نا(۱۳)

جس مرد نے اپنے ذکر کو یا دوسرے کے ذکر کو ہاتھ لگایا ہمارے نزدیک اس کا وضو نہیں ٹوٹتا

ضبط نفس

اذااحتلم او نظر الی امرأۃ فزال المني عن مکانہ بشھوۃ فامسک ذکرہ حتی سکنت شھوتہ ثم سال المني علیہ الغسل عند ھما و عند ابی یوسف لایجب (باب ۲فصل ۳ص۱۴) احتلام ہوا یا کسی عورت کو دیکھنے سے شہوت کے ساتھ منی اپنی جگہ سے ہل گئی امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس پر غسل واجب ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واجب نہیں۔

یہ معمولی کیس ہے

والا یلاج فی البھیمۃ والمیتۃ والصغیرۃ التی لا یجامع مثلھا لا یوجب الغسل بدون الانزال . (ص۱۵) جانور میں مردہ عورت میں نابالغ بچی میں داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک کہ انزال نہ ہو۔

بائی اثر

اذاجومعت المرأۃ فیما دون الفرج ووصل المني الی رحمھا وھی بکراوثیب لا غسل علیھا لفقد السبب وھو الانزال اومواراۃ الحشفۃ حتٰی لو حبلت کان علیھا الغسل----واذا حبلت فانما علیھا الغسل من وقت المجامعۃ حتٰی یجب علیھااعادۃ الصلوٰۃ من ذٰلک الو قت(ص ۱۵) باکرہ یا ثیبہ سے فرج

کے باہر جماع کیا جائے منی اسکے رحم میں پہنچ جائے تو عورت کے ذمہ غسل مفقود ہے اور وہ ہے انزال یا دخول اور اگر حمل قرار پا جائے تو وقت مجامعت سے اس پر غسل واجب ہو جائے گا اور نمازیں لوٹانا پڑیں گی

کپڑا لپیٹ کر

ولو لف علیٰ ذکرہٖ خرقة واولج ولم ینزل وقال بعضهم لا یجب والاصح ان کانت الخرقة. رقیقة بحیث یجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل والافلا (ص ۱۵) اگر کپڑا لپیٹ کر اپنا ذکر داخل کرے اور انزال نہ ہو تو بعض کے نزدیک غسل واجب نہیں۔ صحیح (اور فقہ میں ڈوبی ہوئی) بات یہ ہے اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ فرج کی حرارت اور لذت محسوس ہو جائے تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

سلاجیت

وان اولج الخنثیٰ المشکل ذکرہ فی فرج امرأة او دبرها فلا غسل علیهما (ص ۵۱) اور اگر ایک ہیجڑا اپنے ذکر کو عورت کے فرج یا دبر میں داخل کرے تو دونوں پر غسل واجب نہیں۔

گذر اوقات

وان اولج رجل فی فرج خنثیٰ مشکل لم یجب علیه الغسل (ص ۱۵) اور اگر ایک مرد کسی ہیجڑے کے فرج میں داخل کرے تو اس پر غسل واجب نہیں۔

یہ فرق کیوں؟

الکافر اذا اجنب ثم اسلم یجب علیه الغسل ولو انقطع دم الکافرة ثم اسلمت لاغسل علیها (ص ۱۶) کافر مرد جنابت کے بعد اسلام قبول کرلے تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر کافر عورت حیض سے فارغ ہو کر اسلام قبول کرلے تو اس پر غسل واجب نہیں۔

کتا اور جاری پانی

واذا سد کلب عرض النهر و یجری الماء فوقه ان کان ما یلاقی الکلب اقل مما لا یلاقیه یجوز الوضوء فی الا اسفل والا فلا

(باب ۳ فصل ۱ ص ۱۷) اگر کتے نے ندی کے عرض کو بند کر رکھا ہو اور پانی اس کے اوپر سے بہہ کر آ رہا ہو تو اگر نصف سے کم پانی اس سے چھو رہا ہو تو جدھر پانی جا رہا ہو ادھر سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں۔

پرنالے کا جاری پانی

ولو كان على السطح عذرة فو قع عليه المطر فسال الميزاب ان كانت النجاسة عند الميزاب وكان الماء كله يلاقي العذرة او اكثره او نصفه فهو نجس والا فهو طاهر وان كانت العذرة على السطح في مواضع متفرقة . ولم تكن على رأس الميزاب لا يكون نجس (ص ۱۷) چھت پر غلاظت ہو بارش ہو جانے پر نالہ بہہ پڑے اگر نجاست پرنالے کے قریب ہو اور نصف یا اس سے زائد پانی اس سے مل کر آ رہا ہو تو ناپاک ہے ورنہ پاک اور اگر نجاست مختلف جگہ بکھری ہوئی ہو اور پرنالے کے پاس نہ ہو تو پھر پرنالے کا پانی نجس نہیں ہوتا۔

خوشبو کا استعمال

وعند مشائخ بخاری یتو ضاء من موضع النجاسة هكذا في الخلاصة وهو الا صح (ص ۱۸) (بڑے تالاب کی صورت میں) مشائخ بخاری کے نزدیک انسان عین نجاست والی جگہ سے وضو کر لے۔ یہی مسئلہ صحیح ہے۔

بیس کا چکر

بئران وجب من كل واحد منها نزح عشرين فنزح عشرون من احدا هما وصب في الاخرىٰ ينزح عشرون (ص ۲۰) بوجہ نجاست دو کنوؤں سے بیس ڈول نکالنا مطلوب ہوں تو اگر ایک کنوئیں سے بیس ڈول نکال کر دوسرے میں ڈال دیے جائیں تو اب دوسرے کنوئیں سے بیس ڈول نکال لینا کافی ہیں۔

فتوویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے: وعن محمد في كوزين احد هما طاهر والا خر نجس فصبا من فوق واختلط الما ان في الهوا ء يكون طاهر (حاشیہ بر فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۴) امام محمدؒ فرماتے ہیں دو پانی کے پیالے ہوں ایک پاک ہو اور ایک ناپاک ہو۔ دونوں کو اوپر سے

بہایا جائے اس طرح کہ دونوں پانی زمین پر گرنے سے پہلے پہلے آپس میں مل جائیں تو وہ سارا پانی پاک ہوگا۔

نبیذ سے وضو

قال ابو حنیفة رحمة اللہ یتو ضأ بنبیذ لتمرا ولا یتیمم با الصعید (فصل ۲ص ۲۱) امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کھجور کے شیرہ سے وضو کرے، مٹی سے تیمم نہ کرے۔

حالانکہ قرآن مجید میں ہے۔فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا. پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ چنانچہ امام ابو یوسفؒ کا یہی قول ہے (فتاوی عالمگیری ص ۲۳)

شراب سے وضو

وان طبخ ادنی طبخته یجوزا لوضوء به حلو ا کان اومر ا او مسکرا وهو الا صح (ص ۲۲) اگر نبیذ کو ذرا پکالیا تو بھی اس سے وضو جائز ہے خواہ وہ شیری ہو یا تلخ یا نشہ آور یہی بات صحیح ہے۔

مکھیوں اور کیڑوں مکوڑوں کیلئے خوشخبری

واختلف مشائختافی الاغتسال بالنبذ و عند ابی حنیفة رحمه اللہ الا صح انه یجوز (ص ۲۲) نبیذ یعنی کھجور کے شیرے سے غسل کے بارے میں ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صحیح ترین بات یہ ہے کہ جائز ہے۔

مستعمل پانی

اتفق اصحابنا رحمهم اللہ ان الماء المستعمل لیس بطهور حتی لایجو زا التو ضؤ به (ص ۲۳) ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے کہ مستعمل پانی وضو کے قابل نہیں رہتا۔

وباد خال الکف یصیر مستعملا (ص ۲۳) ہاتھ ڈالتے ہی پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔

اقوال کی جنگ

والجنب اذا انغمس فی البئر لطلب الدلو فعند ابی یوسف رحمه الله الرجل بحاله والماء بحاله و عند محمد رحمه الله تعالیٰ کلا هما طاهر و عند ابی حنیفة رحمه الله کلا هما نجس و عنه ان الرجل طاهر لان الماء لا یعطی له حکم الا ستعمال قبل الا نفصال ....ولو انغمس للاغتسال للصلوٰة یفسد الماء بالا تفاق (ص۲۳) جنبی اگر ڈول نکالنے کیلئے کنوئیں میں غوطہ لگائے تو ابو یوسفؒ کے نزدیک آدمی نجس اور کنوئیں کا پانی پاک ہے۔ محمدؒ کے نزدیک دونوں پاک ہیں ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں نجس ہیں اور ان سے ایک قول یہ ہے کہ آدمی پاک ہے اور پانی نجس ہے----اگر نماز کیلئے غسل کی نیت سے ڈبکی لگائے تو بالاتفاق پانی ناپاک ہوجائے گا۔

ہر چہ در کان نمک رفت

الحمار او الخنزیر اذا وقع فی المملحة فصار ملحا او بئر البا لوعة اذا صار طینا یطهر عند هما خلافا لا بی یوسف رحمه الله (باب ۷ فصل نمبر ۱ ص۴۵) گدھا یا خنزیر نمک میں گر کر نمک ہوجائے یا گندی نالی کا جوہڑ مٹی ہو جائے تو امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک پاک ہے ابو یوسفؒ کے نزدیک نہیں۔

چاٹ لے

اذا اصابت النجاسة بعض اعضا ئه ولحسها بلسا نه حتی ذهب الرها یطهر و کذا السکین اذا تنجس فلحسه بلسانه او مسحه بریقه (ص۴۵) انسان کے کسی حصے کو نجاست (ٹٹی وغیرہ) لگ جائے اور وہ اسے اپنی زبان سے چاٹ لے یہاں تک کہ گندگی کا اثر زائل ہوجائے تو وہ پاک ہوجائے گا اسی طرح اگر چھری کو نجاست لگ جائے تو وہ بھی اپنی زبان کے ساتھ چاٹنے یا اپنی تھوک کے ساتھ صاف کرنے سے پاک ہوجائے گی۔

نجاست بقدر درہم

المغلظة و عفی منها قد ر الدرهم -----وزنه قدر الدرهم الکبیر المثقال وبا لمسا حة فی غیرها وهو قد ر عرض الکف

---والمثقال وزنه عشرون قيرا طا (فصل۲ص۴۵) نجاست مغلظہ (یعنی ٹٹی وغیرہ) بقدروزن درہم کے معاف ہے۔ درہم سے مراد بڑا درہم ہے جو ایک مثقال کے برابر ہوتا ہے جس کا وزن بیس قیرط ہوتا ہے۔ وہ نجاست رقبہ میں ہتھیلی کے برابر پھیلی ہوئی ہو۔

کتاب الصلوۃ

صبح کی اذان

تقديم الاذان على الوقت فی غير الصبح لا يجوز اتفاقا (باب۲فصل ص۵۳) صبح کے علاوہ باقی نمازوں کے بارے میں اتفاق ہے کہ وقت سے پہلے اذان نہیں دینی چاہیے۔

بچے کی اذان

واذان الصبی الذی لا يعقل لا يجوز ويعاد (ص۵۴) بے سمجھ بچے کی اذان جائز نہیں دوبارہ اذان دی جائے۔

عورت کی اذان

وكره اذان المرأة فيعا د ندبا (ص۵۴) عورت کا اذان دینا مکروہ ہے اسے استحباباً دہرالیا جائے (یعنی ناجائز نہیں۔ ویسے ہوجائے گی) ان دونوں فتوؤں کی دلیل معلوم ہونی چاہیے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک

الاذان خمس عشرة كلمة ۔(فصل۲ص۵۵) اذان پندرہ کلمات ہیں۔

مسجد میں اذان

وينبغى ان يوذن على المأذنة اوخارج المسجد ولا يوذن فی المسجد (ص۵۵) اذان چبوترے پر یا مسجد کے باہر دینی چاہیے مسجد میں نہیں دینی چاہیے۔

جمعہ کی اضافی اذان حضرت عثمانؓ نے زوراء (مدینہ کے بازار میں ایک جگہ) شروع کرائی تھی (بخاری) کیا دیگر اذانوں کیلئے بھی کوئی ثبوت ہے کہ وہ مسجد کے باہر دی جانی چاہئیں۔ اگر ہے تو پھر شروع فرمایئے۔ نیکی میں تاخیر روا نہیں۔

تثویب

والتثويب حسن عند المتاخرين في كل صلوة الا في المغرب .....وهو رجوع المؤذن الى الاعلام بالصلوٰة بين الاذان والا قامة وتثويب كل بلدة على ما تعارفوه اما با لتنحنح اوبالصلوٰة الصلوة اوقامت قامت لانه للمبا لغة في الاعلام وانما يحصل ذلک بما تعارفوه (ص ۵٦) مغرب کے سوا باقی سب نمازوں میں متاخرین نے تثویب کو پسند فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ مؤذن اذان اور اقامت کے درمیان لوگوں کو دوبارہ نماز کی اطلاع دے تثویب ہر شہر کے عرف کے مطابق ہونی چاہیے۔ مثلاً کھنکھارے یا کہے نماز نماز یا کہے کھڑی ہو گئی، کھڑی ہو گئی کیونکہ تثویب سے مقصد اطلاع میں مبالغہ ہے اور یہ عرف سے ہی حاصل ہوتا ہے ۔کیا فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کے علاوہ اذان اور اقامت کے درمیان کسی بھی نماز کیلئے مؤذن کا تثویب کہنا سنت سے ثابت ہے۔ اور پھر مغرب کی نماز بھی مستثنیٰ کیوں؟ یہ ایسے ہی ہے جیسے بات کو معتبر بنانے کیلئے جعلی نسخوں میں ترکیب استعمال درج ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے متاخرین کا ایک عمل اسلام کا حصہ بن سکتا ہے؟

کانوں میں انگلیاں

يجعل اصبعيه في اذنيه وان لم يفعل فحسن لانه ليس بسنة اصلية (ص ۵٦) مؤذن کانوں میں انگلیاں رکھے اگر نہ بھی رکھے تو بھی ٹھیک ہے کیونکہ اصلی سنت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظروں کے سامنے حضرت بلال ؓ حبشی کانوں میں انگلیاں دے کر اذان دیتے تھے (ترمذی) تو پھر یہ سنت اصلیہ کیوں نہ ہوئی۔

امام اور مقتدی کب کھڑے ہوں

يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حي على الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح (ص ۵۷) جب اقامت کہنے

والا حی علی الفلاح کہے تب امام اور مقتدی کھڑے ہوں۔ ہمارے ائمہ کا یہی مسلک ہے اور یہی صحیح ہے۔

امام کب تکبیر کہے

ویکبر الا مام قبل قوله قد قامت الصلوٰة (ص ۵۷) قد قامت الصلوٰۃ تک پہنچنے سے ذرا پہلے ہی امام اللہ اکبر کہہ دے۔ تو پھر نیت کدھر گئی؟

محراب

ہدایہ میں لکھا ہے ویکره ان یقوم فی الطاق لا نه یشبه صنیع اهل الکتاب من حیث تخصیص الامام بالمکان (ج ۱ ص ۱۰۱) امام کا محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا مکروہ ہے جگہ کی تخصیص کے لحاظ سے یہ اہل کتاب کے عمل کے مشابہ ہے۔

بجائے تکبیر کے

ثم الاصل عند ابی حنیفة رحمه الله ان ما تجر للتعظیم من اسماء الله تعالیٰ جاز الافتتاح به نحو الله اله . وسبحان الله . ولااله الا الله -----الحمدلله . ولا اله غیره . وتبارک الله ... الله اجل . او اعظم . او الرحمٰن اکبر. اجزآه عندهما (باب ۳ فصل نمبر ۱ ص ۶۸) پھر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصول یہ ہے کہ جو بھی اسمائے الٰہی اللہ کی تعظیم کیلئے ہیں ان سے نماز کا آغاز کیا جاسکتا ہے جیسے مندرجہ بالا کلمات۔

ہر زبان میں نماز

ولو کبر بالفارسیة جاز -----سواء کان یحسن العربیة اولا الا انه اذا کان یحسنها یکره . وعلی قول ابی یوسف و محمد رحمهما الله تعالیٰ لا یجوز اذا کان یحسن . العربیة -----وعلیٰ هذا الخلاف جمیع اذکار الصلوٰة من التشهد والقنوت والدعاء وتسبیحات الرکوع والسجود وکذا کل مالیس بعربیة کالترکیة والزنجیة والحبشیة والنبطیة (ص ۶۹) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز پڑھنے والا اگر فارسی میں تکبیر کہے تو بھی جائز ہے۔ برابر ہے کہ اسے عربی آتی ہو یا نہ آتی ہو نہ آتی ہو تو مکروہ بہرحال ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک بلا عذر جائز نہیں۔ اسی طرح نماز کے تمام وظائف مثلاً تشہد۔

قنوت، دعا، رکوع وسجود کی تسبیحات۔ امام صاحب کے نزدیک عربی کے علاوہ ہر زبان میں جائز ہیں جیسے ترکی۔ زنجی۔ حبشی۔ نبطی۔

حد قیام وحد القیام ان یکون بحیث اذا مدیدیه لاینال رکبتیه (ص ٦٩) کم از کم اتنا سیدھا کھڑا ہونا چاہیے کہ ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں۔

ایک ٹانگ پر و یکره القیام علی احدی القدمین من غیر علر وتجوز الصلوٰۃ (ص ٦٩) بلا عذر ایک پاؤں پر کھڑا ہونا مکروہ ہے تاہم نماز ہو جائے گی۔

فرض قراءت و فرضها عند ابی حنیفة یتادیٰ بآیة واحدة وان کانت قصیرة (ص ٦٩) امام صاحب کے نزدیک چھوٹی سی ایک آیت پڑھ لینے سے بھی فرض ادا ہو جائے گا (حتی کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی فرض نہیں)

رکعت بلا قراءت واما محل القراۃ ففی الفرائض الرکعتان---ثنا ئیا کان او ثلا ثیا او رباعیا وسواء کانتا اولیین او آخریین او مختلفتین (ص ٦٩) فرض نماز دو رکعتی ہو یا تین رکعتی یا چار رکعتی محل قرأت صرف دو رکعتیں ہیں اور جونسی مرضی دو رکعتوں میں قراءت کر لے یعنی دو پہلی رکعتوں یا دو پچھلی رکعتوں یا ایک پہلی رکعت میں ایک آخری رکعت میں۔ یا دوسری اور چوتھی رکعت میں۔

حد رکوع وقدر الواجب من الرکوع مایتنا وله الاسم بعدان یبلغ حده وهو ان یکون بحیث اذا مدیدیه نال رکبتیه (ص ٧٠) رکوع کی واجب مقدار اور حد بس اتنی ہے کہ اس پر جھکنے کا اطلاق ہو سکے یعنی کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں۔

رکوع اور قومہ دونوں ہضم

اذا لم یرکع و ذھب من القیام الیٰ السجود بغیر السنة بان خر کالجمل فذٰلک الانحناء یجزی عن الرکوع (ص۷۰)
رکوع نہ کرے اور غیر مسنون طریقے پر اونٹ کی طرح حالت قیام سے سجدے میں گر پڑے تو رکوع سے کفایت ہو جائے گی۔

جب کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے ثم ارکع حتیٰ تطمئن راکعا ثم ارفع حتیٰ تستوی قائما ثم اسجد حتیٰ تطمئن ساجدا ثم ارفع حتیٰ تطمئن جالسا الخ (عن ابی ھریرۃ صحیحین) پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ الخ

سجدہ

فان وضع جبھة دون انفه جاز اجماعا ویکرہ وان کان بالعکس فکذٰلک عند ابی حنیفة (ص۷۰) اگر زمین کے ساتھ پیشانی لگائے ناک نہ لگائے یہ بالاجماع جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں اور اگر ناک لگائے اور پیشانی نہ لگائے تو بھی امام صاحبؒ کے نزدیک جائز ہے۔

پل

ولو ترک وضع الیدین والرکبتین جازت صلوته بالاجماع (ص۷۰) سجدے میں دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے زمین پر نہ رکھے تو اس کی نماز بالاجماع جائز ہے۔

امام سے پہلے فارغ

لو فرغ المقتدی قبل فراغ الامام فتکلم فصلوٰته تامة (ص۷۱) مقتدی امام سے پہلے فارغ ہو جائے اور باتیں کرنے لگ جائے تو اس کی نماز مکمل ہے۔

بلکہ ہدایہ میں لکھا ہے: وان تعمد الحدث فی ھذہٖ الحالة او تکلم او عمل عملا

بنا فی الصلوٰۃ تمت صلوٰتہ (ج ا ص ۹۰) اگر تشہد کے بعد اور درود شریف پڑھنے سے پہلے قصداً بے وضو ہو جائے (یعنی جان بوجھ کر ہوا خارج کر دے یا ٹٹی پیشاب کر دے) یا کلام کرے یا ایسا کوئی عمل کرے جو نماز کے منافی ہو تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔

ایکسپریس

اجمعوا علیٰ ان الاعتدال فی قومۃ الرکوع لیس بواجب وکذا الطمانینۃ فی الجلسۃ (فصل ۲ ص ۷۱) رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا اور دو سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا بالاتفاق واجب نہیں۔

سنت دشمنی

ولا یقعد ولو یعتمد علی الارض بیدیہ عند قیامہ وانما یعتمد علیٰ رکبتیہ (فصل ۳ ص ۷۵) سجدہ سے اٹھ کر جلسہ استراحت نہ کرے اور نہ کھڑا ہونے کیلئے زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگائے بلکہ گھٹنوں کے زور پر کھڑا ہو۔

حضرت مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے۔ انہ رأی النبی ﷺ یصلی فاذا کان فی وتر من صلاتہ لم ینہض حتیٰ یستوی قاعداً (بخاری ص ۱۱۳) کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا جب آپ طاق رکعت سے اٹھتے تو سیدھے بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہوتے۔

اس کے متصل اگلی روایت میں مالک بن حویرث اور عمرو بن سلمہ سے نبی کریم ﷺ کی طرح یوں نماز پڑھنا منقول ہے۔ اذا رفع عن السجدۃ الثانیۃ جلس واعتمد علی الارض ثم قام (ص ۱۱۴) جب وہ دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے اور پھر زمین پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔

مقابلہ حسن

الاولی بالامامۃ اعلمہم باحکام الصلوٰۃ الخ (باب ۵ فصل ا ص ۸۳) امامت کا اولین حق دار وہ ہے جو نماز کے احکام کو زیادہ سمجھتا ہو اگر اس میں سب برابر ہوں تو پھر وہ جو قرآن کو زیادہ سمجھتا ہو، پھر وہ جو سب سے پرہیزگار ہو، پھر وہ جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہو، پھر وہ جو

زیادہ اخلاق والا ہو، پھر وہ جو زیادہ خوب صورت ہو۔ در مختار ج ۱ ص ۴۲ میں آگے لکھا ہے: ثم الانظف ثوبا ثم الاحسن زوجة ثم الاکبر راسا والاصغر عضوا ۔ پھر وہ جو زیادہ خوش لباس ہو پھر وہ جس کی بیوی زیادہ خوب صورت ہو پھر وہ جس کا سر دوسروں سے بڑا ہو اور آلہ تناسل دوسروں سے چھوٹا ہو

صف بندی لو وقف علی یسارہ جاز و قد اساء ـــــ ولو وقف خلفه جاز (باب ۵ فصل ۵ ص ۸۸) (اور اگر مقتدی ایک ہو) تو وہ امام کے بائیں میں کھڑا ہو جائے تو جائز ہے گو اچھی بات نہیں اور اگر پیچھے کھڑا ہو جائے تو بھی جائز ہے۔

حالانکہ حدیث شریف میں صرف دائیں طرف کھڑا ہونے کا ذکر ہے (عن ابن عباس ۔ صحیحین)

نسوانیت وان کان معه رجلان وقام الامام وسطهما فصلوتهم جائزة (ص ۸۸) دو مقتدی ہوں امام ان کے درمیان کھڑا ہو جائے تو ان کی نماز صحیح ہے۔

یہ بھی خلاف سنت ہے (عن انس ۔ مسلم)

مل کر کھڑا ہونا وینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلوة ان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا بین مناکبهم فی الصفوف (۸۹) لوگوں کو چاہیے نماز باجماعت میں مل کر کھڑے ہوں شگاف بند کریں اور کندھے برابر رکھیں۔

پھر بیچ میں ایک ایک فٹ کا فاصلہ کیوں؟

نہ فاتحہ نہ درود ولا یصلی علی النبی ﷺ فی القنوت وهو اختیار مشایخنا (باب ۸ صلوٰۃ الوتر ص ۱۱۱) دعائے قنوت میں نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے ہمارے مشائخ کا یہی فیصلہ ہے۔

تراویح اور تہجد میں فرق؟

والصحیح ان وقتها مابعد العشاء الی طلوع الفجر قبل الوتر (باب۱۹التراویح ص۱۱۵) صحیح بات یہ ہے کہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے وتر سے پہلے پہلے۔

والمستحب تاخیرها الی ثلث اللیل او نصفه (ص۱۱۵) تراویح کو تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔

پانچ سو علمائے حنیفہ کے تیار کردہ فتاویٰ عالمگیری سے معلوم ہوا کہ تراویح تہجد سے الگ کسی شے کا نام نہیں۔ مولانا انور شاہ کشمیری حنفی فرماتے ہیں یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ تراویح آٹھ ہیں اور کسی بھی روایت سے ثابت نہیں کہ نبی صلعم نے تراویح اور تہجد الگ الگ پڑھی ہوں (عرف الشذی ص۳۲۹)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی قیام رمضان اور قیام اللیل کو ایک ہی نماز قرار دیا ہے (لطائف قاسمیہ ص۱۳)

حق ملکیت

وللمولی ان یمنع عبده عن الجمعة والجماعات والعید (صلوۃ الجمعه باب ۱۶ ص ۱۴۴) آقا کو اختیار ہے کہ اپنے غلام کو جمعہ، جماعت اور نماز عید سے روک دے۔

اس مسئلہ کی بنیاد ضعیف روایات پر ہے (ابوداؤد۔ دارقطنی وغیرہ)

ملازمین کو جمعہ معاف

وللمستاجر ان یمنع الاجیر عن حضور الجمعة (ص۱۴۴)۔ مالک اپنے ملازم کو جمعہ پڑھنے سے روک سکتا ہے۔

یہ فتویٰ بالکل بے بنیاد ہے۔

خطبہ

وکفت تحمیده او تهلیله او تسبیحه (ص۱۴۶) صرف ایک دفعہ الحمدللہ یا لا اله الا الله یا سبحان الله کہہ دینے سے خطبہ جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔

دوران خطبہ میں

واذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام ...... واما دراسة الفقه والنظر فی کتب الفقه وکتا بته فمن اصحابنا رحمهم الله تعالی من کره ذلک ومنهم من قال لا بأس به اذا لم یتکلم بلسانه ...... وتکره الصلوۃ علی النبی علیه الصلوۃ والسلام (ص ۱۴۷) امام صاحب کی تشریف آوری کے بعد نماز اور گفتگو منع ہو جاتی ہے ...... جہاں تک فقہ پڑھنے اور فقہ کی کتابیں دیکھنے اور لکھنے کا تعلق ہے تو ہمارے بعض اصحاب نے اسے مکروہ جانا ہے اور بعض نے کہا ہے زبان سے نہ بولے تو کوئی حرج نہیں .... البتہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔

اقتداء

واذا کبر ولم یستطع ان یسجد علی الارض للزحام فانه ینتظر حتی یقوم الناس (ص ۱۴۹) تکبیر کے بعد بھیڑ کی وجہ سے زمین پر سجدے کیلئے جگہ نہ پائے تو لوگوں کے اٹھنے کا انتظار کرلے۔

نماز عید سے پہلے خطبہ

وان خطب قبل الصلوۃ جاز و یکره .... ولا تعاد الخطبة بعد الصلوة (صلوۃ العیدین باب ۱۷ ص ۱۵۰) اگر نماز عید سے پہلے خطبہ دے تو جائز ہے مگر مکروہ ہے تاہم نماز کے بعد خطبہ نہ لوٹایا جائے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کان النبی صلی الله علیه وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی فاول شئی یبدأ به الصلوة (صحیحین) عیدگاہ میں جا کر نبی ﷺ سب سے پہلے نماز شروع فرماتے۔

خطبہ میں تعلیم

ثم یخطب بعد الصلوۃ خطبتین ----ویعلم الناس صدقة الفطر و احکامها ---و فی عید النحر یکبر الخطیب ویسبح ویعظ الناس ویعلمهم احکام الذبح والنحر والقربان ---ویعلم تکبیر التشریق . (ص ۱۵۰) پھر نماز

کے بعد امام دو خطبے دے ـــــ اور لوگوں کو صدقہ فطر اور اس کے احکام بتلائے ـــــ اور عید الاضحیٰ کے موقع پر خطیب تکبیریں کہے۔ تسبیحات پڑھے لوگوں کو وعظ کرے اور انہیں ذبح اور قربانی کے احکام کی تعلیم دے ـــــ اور تکبیرات تشریق سکھلائے۔

ہمارے ہاں احناف خود اپنی تعلیمات کے برعکس نماز عیدین سے پہلے تقریر جھاڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ ان کے خیال کے مطابق خطبہ میں غیر عربی زبان استعمال نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ ان حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ خطبہ تو ایک طرف رہا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز تک دنیا کی ہر زبان میں جائز ہے۔

سنت سے "محبت"

قال ابو حنيفة رحمه الله تعالىٰ ليس في الاستسقاء صلوٰة مسنونة في جماعة ـــــ ولا خطبة فيه ـــــ وان صلوا وحدانا فلابأس به ـــــ وليس فيه قلب رداء عند ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ (باب ۱۹ الاستسقاء ص ۱۵۳) امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا استسقاء میں نہ باجماعت نماز مسنون ہے اور نہ خطبہ۔ اگر لوگ اکیلا اکیلے پڑھ لیں تو حرج نہیں امام صاحبؒ کے نزدیک چادر پلٹنا بھی جائز نہیں۔

حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے۔ خرج رسول الله ﷺ بالناس الى المصلى ليستقى فصلى بهم ركعتين جهر فيهما بالقراءة واستقبل القبلة يدعو ورفع يديه وحول رداءه حين استقبل القبلة (صحیحین) نبی ﷺ استسقاء کی غرض سے لوگوں کے ساتھ عیدگاہ میں تشریف لائے۔ انہیں دو رکعتیں نماز پڑھائی۔ ان میں بالجہر قرأت فرمائی۔ قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور اپنی چادر کو الٹایا۔

استقبال جنازہ

ولا يقوم للجنازة الا ان يريد ان يشهدها (باب ۲۱ فصل ۳ ص ۱۶۲) اور جنازہ کیلئے نہ کھڑا ہو الا یہ کہ وہ اس کے ساتھ جانا چاہے۔

کلمہ شہادت؟ وعلی متبعی الجنازة الصمت ویکره لهم رفع الصوت بالذکر و قرأة القرآن (ص ۱۶۲) جنازہ میں شامل ہونے والوں پر خاموشی لازم ہے۔ اونچی آواز کے ساتھ ذکر کرنا یا قرآن پاک کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

فاتحہ ولا یقرأ فیها القرآن ولو قرأ الفاتحة . بنیة الدعاء فلا بأس به (فصل ۵ ص ۱۶۴) نماز جنازہ میں قرآن مجید نہ پڑھے اگر سورۃ فاتحہ (قرآن سمجھ کر نہیں) دعا کی نیت سے پڑھ لے تو حرج نہیں،

طلحہ بن عبداللہ بن عوف روایت کرتے ہیں صلیت خلف ابن عباس علی جنازة فقرأ فاتحة الکتاب فقال لتعلموا انها سنة (بخاری) میں نے حضرت ابن عباس کے پیچھے ایک جنازے کی نماز پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ یہ سنت ہے۔

اکٹھا جنازہ ولو اجتمعت الجنائز یخیر الامام ان شاء صلی علی کل واحد علی حدة وان شاء صلی علی الکل دفعة بالنیة علی الجمیع ---وهو فی کیفیة وضعهم بالخیار ان شاء وضعهم بالطول سطرا و احدا ویقف عند افضلهم وان شاء وضعهم واحدا وراء واحد الی جهة القبلة وترتیبهم بالنسبة الی الامام کترتیبهم فی صلواتهم خلفه حالة الحیاة (ص ۱۶۵) اگر متعدد جنازے جمع ہو جائیں تو امام کو اختیار ہے چاہے تو ہر ایک پر الگ الگ نماز جنازہ پڑھے اور چاہے تو نیت کر کے سب کی اکٹھی پڑھ دے۔ جنازے رکھنے کی ترتیب میں اختیار ہے چاہے ایک لائن میں رکھ دے اور امام سب سے افضل کے پاس کھڑا ہو اور چاہے تو قبلہ کی جانب آگے پیچھے رکھ دے اسی ترتیب کے ساتھ جیسے وہ حالت زندگی میں امام کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے یعنی امام کے قریب پہلے مرد پھر بچے پھر مخنث پھر عورتیں اور پھر نوجوان لڑکیاں۔

مسجد میں نماز جنازہ وصلوٰة الجنازة فی المسجد الذی تقام فیه

الجماعة مكروهة سواء كان الميت والقوم في المسجد اوكان الميت خارج المسجد والقوم في المسجد اوكان الامام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقي في المسجد اوالميت في المسجد والامام والقوم خارج المسجد (ص ۱٦۵) جس مسجد میں باجماعت نماز پڑھی جاتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے خواہ میت اور لوگ مسجد کے اندر ہوں یا میت باہر ہو اور لوگ اندر ہوں یا امام اور کچھ لوگ باہر ہوں اور باقی لوگ اندر ہوں یا میت اندر ہو اور امام اور لوگ باہر ہوں۔

عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ما صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی سهیل بن البیضاء الا فی المسجد (مسلم وغیره) نبی ﷺ نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں ہی تو پڑھی تھی۔

نوگزے عن ابی حنیفة رحمه الله طول القبر علی قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامة (فصل ٦ ص ۱٦٦) امام صاحبؒ کے نزدیک قبر کی لمبائی انسان کے قد کے مطابق ہونی چاہیے اور چوڑائی نصف قد کے برابر۔

یہ مزار ویکره ان یزاد علی التراب الذی اخرج من القبر (ص ۱٦٦)

جتنی مٹی قبر سے نکالی جائے اس میں سے اضافہ کرنا مکروہ ہے۔

یسنم القبر قدرا لشبر ولا یربع ولا یجصص ولا بأس برش الماء علیه ویکره ان یبنی علی القبر او یقعد او ینام علیه ---اویعلم بعلامة من کتابة (ص ۱٦٦) قبر ایک بالشت اونچی اور کوہان نما بنائی جائے چوکور نہ بنائی جائے، قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔ پانی چھڑکانے میں کوئی حرج نہیں قبر پر عمارت بنانا/بیٹھنا، سونا---یا نشانی کے طور پر کچھ لکھنا مکروہ ہے۔

یہ عرس ویکره عند القبر مالم یعهد من السنة والمعهود منها

لیس الا زیارته والدعاء عنده قائما (ص ۱٦٦) قبر کے پاس مسنون کام کرنا مکروہ ہے مسنون صرف زیارت اور کھڑے ہو کر دعا کرنا ہے۔

پرانی قبریں

ولو بلی المیت وصار ترابا جازد فن غیرہ فی قبرہ و زرعه والبناء علیه (ص ١٦٧) اگر میت مٹی میں تحلیل ہو جائے تو اس کی قبر میں غیر کو دفن کرنا وہاں کھیتی باڑی کرنا اور مکان بنانا سب جائز ہے۔

سنت سے درہم قیمتی

لو وضع المیت لغیر القبلة ---واھیل علیه التراب لم ینبش ----وان وقع فی القبر متاع فعلم بذٰلک بعد ما اھا لوا علیه التراب ینبش --ولو کان المال درھما (ص ١٦٧) اگر میت کو قبلہ رخ نہ رکھا جائے اور اس پر مٹی ڈال دی جائے تو دوبارہ قبر نہ کھودی جائے اور اگر قبر میں کوئی شے گر پڑے اور مٹی ڈالنے کے بعد پتہ چلے تو قبر کو کھودا جائے۔ چاہے وہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو۔

جوتوں سمیت

والمشی فی المقابر بنعلین لا یکرہ عند نا (ص ١٦٧) قبروں میں جوتوں سمیت چلنا ہمارے نزدیک معیوب نہیں۔

قل اور ساتے

اذا عزی اھل المیت مرۃ فلا ینبغی ان یعزیه مرۃ اُخریٰ ---ووقتھا من حین یموت الیٰ ثلاثة ایام ویکرہ بعدہ الا ان یکون المعزی او المعزی الیه غائب (ص ١٦٧) ایک دفعہ اہل میت سے تعزیت کرلے تو دوبارہ اس سے تعزیت کرنا مناسب نہیں اور یہ تعزیت تین دن کے اندر اندر ہونی چاہیے الا یہ کہ تعزیت کرنے والا یا سوگوار غیر حاضر ہو

پھوڑی

ولا بأس لاھل المصیبة ان یجلسوا فی البیت او فی مسجد ثلاثة ایام والناس یا تو نھم ویعزونھم ویکرہ الجلوس علی باب الدار وما

يصنع فى بلاد العجم من فرش البسط والقيام علىٰ قوارع الطريق من اقبح القبائح (ص ۱٦۷) اہل مصیبت تین روز تک گھر میں یا مسجد میں بیٹھ سکتے ہیں لوگ ان کے پاس آئیں اور تعزیت کریں۔ گھر کے دروازے کے سامنے بیٹھنا مکروہ ہے۔

بلاد عجم میں سڑکوں پر دریاں بچھا کر بیٹھنے کا رواج نہایت واہیات ہے۔

ماتمی لباس

يكره للرجال تسويد الثياب وتمزيقها للتعزية ولا بأس بالتسويد للنساء (ص ۱٦۷) تعزیت کیلئے کپڑوں کو سیاہ کرنا اور انہیں پھاڑنا مردوں کیلئے منع ہے عورتوں کے لئے کپڑے سیاہ کرنا جائز ہے۔

کتاب الصوم

صدقہ فطر

اما وقت ادائها فجميع العمر عند عامة مشائخنا (صدقة الفطر باب ۸ ص ۱۹۲) ہمارے عام مشائخ کے نزدیک صدقہ فطر ساری عمر ادا ہو سکتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں وامر بها ان تودى قبل خروج الناس الى الصلوٰة (صحیحین) نبی ﷺ نے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

بچت

ولا يودى عن زوجة ولا عن اولاده الكبار وان كانوا فى عياله ----ولا يلزم الرجل الفطرة عن ابيه و امه وان كانا فى عياله لانه لا ولاية له عليهما كالا ولا دالكبار (ص ۱۹۳) اپنی بیوی اور اپنی بڑی اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا نہ کرے اگر وہ اس کے زیر کفالت ہوں---- ماں باپ کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا اس کے ذمہ لازم نہیں اگر چہ وہ اس کی زیر کفالت ہی ہوں اس لیے کہ اسے ان پر سرپرستی حاصل نہیں ہے (کتاب الصوم)

روزہ دار کیلئے پانی کا استعمال وعن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی انہ یکرہ للصائم المضمضۃ والا ستنشاق بغیر وضوء وکرہ الاغتسال وصب الماء علی الراس والا ستنقاع فی الماء والتلفف بالثوب المبلول (مایکرہ للصائمہ وما لا یکرہ، بـــاب ۳ ص ۱۹۹) امام صاحبؒ فرماتے ہیں وضو کے سوا روزہ دار کیلئے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا مکروہ ہے۔ نیز نہانا سر پر پانی بہانا پانی میں داخل ہونا اور گیلا کپڑا لگانا سب مکروہ ہے۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں لقـد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعرج یصب علٰی راسہ الماء من العطش اومن الحر (مؤطا امام مـالک ص ۸۹) میں نے نبی ﷺ کو مقام عرج میں دیکھا کہ آپ پیاس یا گرمی کی وجہ سے سر مبارک پر پانی بہا رہے تھے۔

شوال کے روزے ویکرہ صوم ستۃ من شوال عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی متفرقا کان او متتا بعا . ص ۲۰۱) امام صاحبؒ کے نزدیک شوال کے چھ روزے مکروہ ہیں۔ متفرق طور پر رکھے جائیں یا پے در پے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا من صـام رمـضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر (مسلم ص ۳۶۹) جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے اسے عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

انگلی ولـو ادخـل اصبـعہ فی استہ او المرأۃ فی فرجھا لا یفسد (ما یفسد ومـا لا یفسد ص ۲۰۴) مرد اپنی دبر میں یا عورت اپنے فرج میں انگلی داخل کرے تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

تیل لگا کر الا اذا کـانـت مبتلۃ بـالـمـاء او الـدھن فحینئذ یفسد

لوصول الماء او الدهن (ص ۲۰۴) ہاں اگر انگلی پانی میں یا تیل میں بھیگی ہوئی ہو تو پھر روزہ ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ پانی یا تیل اندر پہنچ گیا۔

نیچے سے الصائم اذا استقصی فی الاستنجاء حتیٰ بلغ الماء مبلغ الحقنة یفسد صومه (باب ۴ ص ۲۰۴) روزہ دار استنجاء میں مبالغہ کرے یہاں تک پانی معدہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

پیار ولو قبل بهيمة فانزل لا يفسد (ص ۲۰۴) جانور کو چوما اور انزال ہو گیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

کند ہم جنس وان مس فرج بهيمة فانزل لا يفسد صومه (ص ۲۰۵) جانور کی مخصوص جگہ کو چھوا اور انزال ہو گیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مضبوط روزہ واذا جامع بهيمة او ميتة او جامع فيما دون الفرج ولم ينزل لا يفسد صومه . (ص ۲۰۵) جانور سے یا مردہ عورت سے باقاعدہ جماع کیا یا زندہ عورت سے بغیر دخول کے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مشت زنی ہدایہ میں لکھا ہے وكذا لو نظر الى امراة فامنٰى لما بينا وصار كالمتفكر اذا امنٰى وكالمستمنٰى بالكف على ما قالوا (ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب الصوم) عورت کو دیکھا یا کسی (حسینہ) کا تصور کیا یا مشت زنی کی اور منی خارج ہوئی تو ان سب صورتوں میں اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اعتکاف کی قسمیں وينقسم الى واجب وهو المنذور ----والى

سنة مؤكدة وهو في العشر الاخير من رمضان والى مستحب وهو ما سواهما (باب الاعتكاف ص ۲۱۱) ایک اعتکاف واجب ہوتا ہے اور وہ نذر کی صورت میں ہوتا ہے ایک اعتکاف سنت مؤکدہ ہوتا ہے اور وہ رمضان شریف کے آخری دھاکہ میں ہوتا ہے اور ایک مستحب ہوتا ہے اور وہ ان دونوں کے سوا ہے۔

آداب اعتکاف

عن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ وهو قولهما ان الصوم ليس بشرط في التطوع (ص ۲۱۱) ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ روزہ (اعتکاف واجب میں شرط ہے) نفلی اعتکاف میں شرط نہیں۔

هذا كله في الاعتكاف الواجب اما في النفل فلا باس بان يخرج بعذر وغيره ---لاباس فيه ان يعود المريض ويشهد الجنازة (ص ۲۱۳) باہر نکلنے کی تمام پابندیاں اعتکاف واجب کے سلسلے میں ہیں نفلی معتکف عذر اور بغیر عذر کے باہر جاسکتا ہے وہ مریض کی عیادت بھی کرسکتا ہے اور جنازہ میں بھی شرکت کرسکتا ہے۔

ہدایہ میں ہے قالا لا يفسد حتىٰ يكون اكثر من نصف يوم وهو الاستحسان لان في القليل ضرورة. (باب الاعتكاف ج اص ۱۹۱) صاحبینؒ فرماتے ہیں بلاعذر نصف دن سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ یہی فتویٰ پسندیدہ ہے اس لیے کہ تھوڑے کی ضرورت ہوتی ہے۔

معتکف نشہ میں

واذا سكر المعتكف ليلا لم يفسد اعتكافه لانه تناول محظور الدين لا محظور الاعتكاف (ص ۲۱۳) معتکف رات کو نشہ کرلے تو اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے ایسی شے استعمال کی ہے جو دین کے خلاف ہے نہ کہ اعتکاف کے خلاف۔

یہ نذرانے مایوخذ من الدراھم و نحوھا وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیھم فحرام بالاجماع (ص ۲۱۶) اولیائے کرام کا تقرب حاصل کرنے کیلئے ان کے مزاروں پر روپے پیسے وغیرہ کے نذرانے لے جانا بالاجماع حرام ہے۔

کتاب المناسک

قبلہ حاجی صاحب ولو اتی بھیمۃ فاولجھا فلاشی علیہ الا اذا انزل فیجب علیہ الدم ولا تفسد حجتہ (باب ۸ فصل ۴ ص ۲۴۴) اگر وہ جانور کے پاس آئے اور اس میں داخل کرے تو اس پر کوئی تاوان نہیں ہاں اگر انزال ہو جائے تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور اس کا حج فاسد نہیں ہوگا۔

دیوی درشن وان نظر الی فرج امراۃ بشھوۃ فامنٰی لا شئی علیہ (ص ۲۴۴) اگر وہ عورت کی شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھے اور بہہ جائے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔

روضے کی جالی ثم یدنومنہ ثلاثۃ اذرع او اربعۃ ولا یدنومنہ اکثر من ذلک ولا یضع یدہ علی جدار التربۃ . (زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (باب ۱۷ ص ۲۶۵) پھر روضہ مبارک سے پانچ چھ فٹ ہٹ کر کھڑا ہو۔ اس سے زیادہ قریب نہ ہو اور نہ ہی روضہ مبارک کی دیوار پر ہاتھ رکھے۔

اہل توحید ویبلغہ سلام من اوصاہ فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان . یستشفع بک الٰی ربک فاشفع لہ ولجمیع المسلمین

(ص ۲۶۶) جس نے کہا ہو اس کا سلام نبی علیہ السلام کو پہنچائے اور کہے اے اللہ کے رسول آپ پر فلاں بن فلاں کی طرف سلام ہو وہ آپ کے رب کی طرف آپ کی سفارش کا طالب ہے پس اس کے لیے اور تمام مسلمانوں کیلئے سفارش فرمائیے۔

ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاء نا عند اللہ .

وسیلہ در وسیلہ جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ لیشفع لنا ویسال ربنا ان یتقبل سعینا الخ . (ص ۲۶۶) اے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تا کہ آپ کو وسیلہ پکڑیں نبی علیہ السلام تک تا کہ وہ ہمارے لیے شفاعت کریں اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔الخ

بارش کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے نبی ﷺ کا وسیلہ نہیں پکڑا تھا (عن انس بخاری) فوت ہونے کے بعد اگر ان کا مذہب تبدیل ہو گیا ہو تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

مدینہ کے عاشق در مختار ص ۱۰۸ میں لکھا ہے لاحرم للمدینہ . عندنا ہمارے نزدیک مدینہ حرم نہیں ہے حالانکہ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔المدینة حرم ۔ مدینہ حرم ہے (عن انس بن مالک . بخاری ص ۲۵۱)

کتاب النکاح

لچے لفنگے گواہ وینعقد بحضور من لا تقبل شهادته لا اصلا (کتاب النکاح باب ۱ ص ۲۶۷) قطعاً نا قابل شہادت گواہوں کی موجودگی سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

شرابی گواہ ولو تزوج امرأة بحضرة السكارى وهم عرفوا امر

النکاح غیر انهم لایذ کرونه بعد ما صحوا انعقد النکاح (ص ۲۶۸) نشہ کیے ہوئے گواہوں کی موجوگی میں عورت سے نکاح کیا اور وہ نکاح کے معالے کو سمجھتے ہوں۔ نشہ دور ہونے کے بعد وہ اسے بھول بھی جائیں تب بھی نکاح صحیح ہے۔

حق مہر میں شراب اور خنزیر

ہدایہ میں لکھا ہے: فان تزوج الذمی ذمیة علٰی خمر او خنزیر ثم اسلما او اسلم احدهما فلها الخمرو الخنزیر (ج ۲ باب المهر ص ۳۰۸) اگر ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے نکاح کیا۔ حق مہر شراب یا خنزیر پر قرار پایا۔ اب اگر یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو عورت کو مہر میں شراب یا خنزیر ہی ملے گا۔

علم غیب

ومن تزوج امر أة بشهادة الله ورسوله لا یجوز النکاح (ص ۲۶۸) اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر شادی کی تو نکاح جائز نہیں۔

وبعضهم جعلوا ذلک کفرا لانه یعتقد ان الرسول صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهو کفر .(فتاویٰ قاضی خاں برحاشیه فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۳۴) بعض نے اس چیز کو کفر قرار دیا ہے اس لیے کہ وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے ہیں جب کہ ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

نکاح ٹوٹ گیا

ولو نظر الی فرج امرأة بشهوة وراء ستر رقیق اوزجاج یستبین فرجها ثبت حرمة المصاهرة ولو نظر فی امراة ورأی فیها فرج امرأة فنظر عن شهوة لاتحرم علیه امها وبنتها لانه لم یرفرجها و انمارأی عکس فرجها (المحرمات باب ۳ قسم ۲ ص ۲۷۴) کسی عورت کی شرم گاہ کو شہوت کے ساتھ باریک پردے یا شیشے کی اوٹ سے دیکھا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی یعنی اس پر اس کی ماں یا بیٹی وغیرہ حرام ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے عورت کی شرم گاہ کو شہوت کے ساتھ آئینہ میں دیکھا تو پھر اس پر اس کی ماں بیٹی حرام نہیں ہو گی۔

کیونکہ اس نے اصلی شرم گاہ کو نہیں دیکھا بلکہ اس کے عکس کو دیکھا۔

بلیو پرنٹس فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ والنظر الی الفرج عن الشهوة یثبت حرمة المصاهرة عندنا وتکلموا فی النظر الی الموضع الذی یثبت الحرمة قال بعضهم هو النظر الی مبنت العانة ----وقال بعضهم هو النظر الی الشق وقال بعضهم هو النظر الی داخل الفرج ------وعلیه الفتوی حتیٰ قالوا لو نظر الی فرجها وهی قائمة لا تثبت حرمة المصاهرة وانما یقع النظر فی الارض اذا کانت قاعدة متکئة (حاشیہ برفتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۶۲) عورت کی شرم گاہ دیکھنے سے ہمارے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔اب اس میں علمائے حنفیہ کا اختلاف ہے کہ شرمگاہ کا کونسا حصہ دیکھے تو حرمت ثابت ہوتی ہے۔بعض نے کہا جہاں بال اگتے ہیں وہ جگہ دیکھنے سے بعض نے کہا اس کی قاشیں دیکھنے سے اور بعض نے کہا شرمگاہ کا اندرونی حصہ دیکھنے سے اور اسی پر فتاویٰ ہے حتیٰ کہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے کھڑی عورت کی شرم گاہ دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔شرمگاہ کے اندر نظر تب ہی پڑتی ہے جب وہ محترمہ (تکیہ) ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی ہو۔

پھنورونڈی واذا نظر الرجل فرج ابنة بغیر شهوة فتمنی ان یکون له جاریة مثلها فوقعت منه شهوة مع وقوع بصره قالوا ان کانت الشهوة وقعت علی ابنة حرمت علیه امر أته وان کانت الشهوة وقعت علی التی تمنا ها لا تحرم لان نظره فی هٰذه الصورة الٰی فرج ابنته لم یکن عن شهوة (ص ۲۷۴) اور جب آدمی نے اپنی بیٹی کی شرم گاہ کو شہوت کے بغیر دیکھا تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کاش اس کی کوئی لونڈی اس جیسی ہوتی۔اس نظر بازی سے اس کی شہوت بیدار ہوگئی فقہائے کرام نے کہا ہے کہ شہوت بیٹی کی شرم گاہ دیکھنے سے پیدا ہوئی تب تو اس پر اس کی ماں یعنی بیوی حرام ہوجائے گی اور اگر شہوت لونڈی کے خیال سے پیدا ہوئی تو پھر بیوی حرام نہ ہوگی کیوں کے اس صورت میں بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھنا شہوت کے ساتھ نہ رہا یعنی دھیان بیشک بیٹی

کی شرم گاہ کی طرف ہے مگر تخیل معشوق کی جانب ہے۔

چٹکی سے حرمت فلو ایقظ زوجة لیجا معها فوصلت یده الی ابنته منها فقر صها بشهوة وهی ممن تشهی یظن انها امها حرمت علیه الام حرمة موبدة (ص ۲۷۴) مجامعت کے لیے اپنی بیوی کو جگانہ چاہا تو ہاتھ اپنی بیٹی کی طرف چلا گیا جو اس کے شکم سے ہے اور شہوت کے ساتھ اس کے چٹکی لی بیٹی بالغ ہے اس نے اس کو اس کی ماں سمجھا ماں ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی۔

بال چھونے سے حرمت ولو مس شعرها بشهوة ان مس ما اتصل برا سها تثبت (ص ۲۷۴) اگر اپنی بیٹی کے سر کے متصل بالوں کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگا دیا تو بھی اس کی ماں اس پر حرام ہو جائے گی۔

ناخن چھونے سے حرمت ولو مس ظفرها بشهوة تثبت. (ص ۲۷۵) اور اگر اس کے ناخن کو شہوت کے ساتھ چھو لیا تو بھی حرمت ثابت ہو جائیگی۔

فقہ شریف ثم المس انما یوجب حرمة المصاهرة اذا لم یکن بینهما ثوب اما اذا کان بینهما ثوب فان کان صفیقا لا یجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة وان انتشرت آلته بذلک وان کان رقیقا بحیث تصل حرارة الممسوس الی یده تثبت (ص ۲۷۵) چھونے سے حرمت مصاہرت تب واجب ہوتی ہے جب دونوں کے درمیان کپڑا حائل نہ ہو اگر کپڑا حائل ہو تو اگر وہ اتنا موٹا ہو کہ چھونے والا لڑکی کے لمس کی حرارت محسوس نہ کرے تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی گو اس دوران میں اس کا آلہ منتشر ہی کیوں نہ ہو جائے اور اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ لمس کی حرارت اس کے ہاتھ تک پہنچ گئی تو مصاہرت ثابت ہو جائیگی۔

اچانک حرمت

والدوام علی المس لیس بشرط لثبوت الحرمۃ حتی قیل اذا مدیدہ الی امرأۃ بشھوۃ فوقعت علی انف ابنتھا فازدادت شھوتہ حرمت علیہ امرأتہ وان نزع یدہ من ساعتہ (ص ۲۷۵) ثبوت حرمت کے لیے کچھ دیر تک ہاتھ لگائے رکھنا شرط نہیں۔ فقہاء نے کہا ہے اپنی بیوی کی طرف شہوت کے ساتھ ہاتھ بڑھائے مگر بیٹی کی ناک پر جاپڑے اور شہوت تیز ہوجائے اس پر بیوی حرام ہوجائے گی خواہ فوراً ہی ہاتھ پیچھے ہٹالے۔

بچی سے جماع کرنے میں حرمت نہیں

فلو جامع صغیرۃ لا تشتھی لا تثبت الحرمۃ (ص ۲۷۵) چھوٹی نابالغ بیٹی سے جماع بھی کرلے تو حرمت ثابت نہیں ہو گی۔

کرامت

لو جامع ابن اربع سنین زوجۃ ابیہ لا تثبت بہ حرمۃ المصاھرۃ (ص ۲۷۵) چار سال کا لڑکا اپنے باپ کی بیوی سے جماع کرے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

تحقیق

فمن انتشرت آلتہ فطلب امرأۃ واو لجھا بین فخذی ابنتھا لا تحرم علیہ امھا مالم تزد انتشارا (ص ۲۷۵) ایک شخص کا آلہ منتشر ہوا۔ اس نے اپنی بیوی کو طلب کیا مگر اس نے اپنا آلہ اس کی بیٹی کے رانوں کے بیچ میں گھسیڑ دیا تو اس کی ماں اس پر اس وقت تک حرام نہ ہوگی جب تک کہ اس کے آلہ میں مزید انتشار پیدا نہ ہو۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے: صغیرۃ فزعت فی المنام فھربت الی فراش والدھا عریانۃ وانتشرلھا ابو ھا وھی ابنۃ ثمان سنین قال الشیخ الامام ابو بکر محمد بن فضلؒ اخشی ان تحرم والدتھا۔ (حاشیہ برفتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۳) بچی خواب میں ڈر گئی اور ننگی ہی اپنے باپ کے بستر کی طرف بھاگ اٹھی۔ اس کی وجہ سے باپ کو شہوت آ گئی۔ بچی کی عمر آٹھ سال کی ہے شیخ امام ابوبکر محمد بن فضلؒ فرماتے ہیں مجھے خدشہ ہے کہ بچی کی ماں اس پر حرام ہو

جائے گی۔

انزال سے حرمت نہیں

ولو مس فانزل لم تثبت به حرمة المصاهرة فی الصحیح لانه تبین بالانزال انه غیر داع الی الوطاء (ص ۲۷۵) چھونے سے اگر انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہو گی کیونکہ انزال سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وطی مقصود نہیں تھی۔

بدفعلی سے حرمت نہیں

کذالوطی فی دبرها لا تثبت به الحرمة (ص ۲۷۵) لڑکی کی پیٹھ (دُبر) میں بدفعلی کی تو بھی حرمت ثابت نہ ہو گی۔

جماع کرنے میں حرمت نہیں

واذا جامع میتة لا تثبت به الحرمة . (ص ۲۷۵) مردہ لڑکی سے جماع کیا تو حرمت ثابت نہ ہو گی۔

پستان پکڑنے سے حرمت

ولو اخذ ثدیها وقال ما کان عن شهوة لایصدق (ص ۲۷۶) اور اگر اس کا پستان پکڑ لیا اور کہا کہ میں نے شہوت کے ساتھ ایسا نہیں کیا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔

گالی سے حرمت

قیل لرجل ما فعلت بأم امرأتک قال جامعتها --- تثبت الحرمة (ص ۲۷۶) کسی سے (از مذاق) پوچھا جائے تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا وہ (بطور مذاق) جواب دے میں نے اس سے جماع کیا تو اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔

باپ

رجل تزوج امراة علی انها عذراء فلما اراد وقاعها وجدها قدا فتضت فقال لها من افتضک فقالت ابوک ان صدقها الزوج بانت منه

ولا مهر لها وان كذبها فهي امرأته (ص ۲۷۶) کنواری سمجھ کر شادی کی مگر اس کی بکارت کو زائل پایا۔ پوچھا یہ حرکت کس نے کی بولی تیرے باپ نے اگر خاوند تصدیق کر دے تو وہ اس سے جدا ہو جائے گی اور مہر نہیں ملے گا اگر تصدیق نہ کرے تو وہ اس کی بیوی ہے۔

بیٹا لو ادعت المرأة ان مس ابن الزوج اياها كان عن شهوة لم تصدق والقول قول ابن الزوج (ص ۲۷۶) بیوی خاوند سے کہے تیرے بیٹے نے مجھے شرارت سے چھوا ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ بیٹے کی بات کا اعتبار ہو گا۔

ساس ولو اخذت ذكر الختن في الخصومة وقالت كان عن غير شهوة صدقت (ص ۲۷۶) لڑائی جھگڑے میں داماد کا ذکر پکڑ لیا اور کہا میں نے شہوت سے نہیں پکڑا تھا تو تصدیق کی جائے گی۔

داماد اسی طرح فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے ولو قبل الرجل ام امرأته تثبت الحرمة مالم يظهر انه قبلها بغير شهوة (حاشیه بر فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۲۶۱) اور اگر داماد ساس کو بوسہ دے دے تو بیوی حرام ہو جائے گی لیکن اگر بغیر شہوت کے ہو تو پھر نہیں۔

شہوت کا مطلب ودليل الشهوة على قول ابى الحسن القمیؒ انتشار الآلة عند ذلك ان لم يكن منتشرا قبل ذلك وان كان منتشرا قبل ذلك فعلامة الشهوة زيادة الانتشار والشدة (ايضا) ابوالحسن قمیؒ کے مطابق شہوت کا مطلب یہ ہے کہ بوسہ کے وقت آلہ منتشر ہو جائے اگر وہ پہلے منتشر نہیں تھا اور اگر پہلے منتشر تھا تو اس وقت اس میں مزید شدت و انتشار پیدا ہو جائے۔

کپڑا لپیٹ کر اذا لف ذكره في خرقة وجامعها كذلك ان

كانت خرقة لا تمنع وصول الحرارة الى ذكره تحل المرأة للزوج الاول وان كانت تمنع كالمنديل فلا تحل (ص ۲۷۷) اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر عورت سے حلالہ کیا۔ اگر تو کپڑا ذکر تک حرارت فرج کے پہنچنے سے مانع نہیں تو عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی اور اگر رومال کی طرح مانع ہے تو یہ حلال نہیں ہوگی۔

عارضی نکاح

ولو تزوجها مطلقا وفی نیته ان یقعد معها مدة نواها فالنکاح صحیح (المحرمات بالطلاقات قسم نمبر ۹ ص ۲۸۳) عورت سے مطلق نکاح کیا دل میں یہ نیت ہے کہ وہ اس کے ساتھ صرف ایک مخصوص مدت بسر کرے گا تو نکاح صحیح ہے۔ اگر ان مفتیوں کے ساتھ کوئی یہ سلوک کرے تو کیا یہ اسے اپنے لیے پسند فرمائیں گے۔

ولو تزوجها علی یطلق بعد شهر فانه جائز (ص ۲۸۳) اگر عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ وہ ایک مہینہ بعد طلاق دے دے گا تو یہ جائز ہے۔

دھکے شاہی

ومن ادعت علیه امرأة نکاحها واقامت بینة فجعلها القاضی امرأة ولم یکن تزوجها وسعها المقام معه وان تدعه یجامعها (ص ۲۸۳) عورت نے مرد پر نکاح کا دعویٰ کر دیا اور دلیل بھی قائم کر دی اور قاضی نے عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا حالانکہ حقیقت میں نکاح نہیں ہوا تھا تو مرد کا اس سے ہمبستر ہونا جائز ہے۔ وکذا لو داعی النکاح محکمه کذالک (ص ۲۸۳) اس طرح اگر کوئی مرد عورت پر نکاح کا جھوٹا دعویٰ کر دے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

یارانے

نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی عند ابی حنیفة وابی یوسفؒ (باب ۴ فصل فی الاولیاء ص ۲۸۷) امام حنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک آزاد بالغ لڑکی کا نکاح بغیر ولی کے جائز ہے۔

کنواری زانیہ

ان زالت بکارتها بو ثبة او حنیفة او جراحة او تعنیس فهی فی حکم الابکار وان زالت بکارتها بزنا فکذٰلک عند ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ (فصل فی الاولیاء ص ۲۹۰) لڑکی کی بکارت چھلانگ یا حیض یا زخم یا زیادہ عمر کی وجہ سے زائل ہوگئی تو وہ کنواری کے حکم میں ہے اور اگر زنا سے زائل ہوگئی تو بھی امام صاحبؒ کے نزدیک اسی حکم میں ہے۔

یعنی ان کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ مگر کنوارپن ختم نہیں ہوتا۔

کتاب الرضاع

مدت رضاعت

وقت الرضاع فی قول ابی حنیفه رحمه الله تعالی مقدر بثلاثین شهرا (ص ۳۴۲) امام صاحبؒ کے قول کے مطابق مدت رضاعت تیس ماہ ہے ۔حالانکہ قرآن مجید میں ہے حولین کاملین۔ دو سال پورے۔

بغیر باپ کے رضاعی ماں

رجل تزوج امراة ولم تلدمنه قط ثم نزل لها لبن فارضعت صبیا کان الرضاع من المراة دون زوجها (۳۴۳) مرد نے ایک عورت سے شادی کی اس عورت کی اس مرد سے کبھی اولاد نہیں ہوئی تاہم دودھ اتر آیا اور اس نے ایک بچے کو پلا دیا تو رضاعت کا مرد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

نہایت ضروری مسئلہ

لو ان صبیة لم تبلغ تسع سنین نزل لها اللبن فارضعت صبیا لم یتعلق به تحریم (ص ۳۴۴) نو سال سے کم عمر کی بچی کو دودھ اتر آیا اور ایک بچے کو پلا دیا حرمت واقع نہیں ہوگی۔

دودھیل مرد اذا نزل للرجل لبن فارضع به صبیا لا تثبت به حرمة الرضاع (ص ۳۴۴) مرد کے دودھ اتر آیا اور ایک بچے کو پلا دیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

مردہ کا دودھ لبن الحیة والمیتة سواء فی التحریمة . (ص ۳۴۴) زندہ عورت اور مردہ عورت کا دودھ حرمت کے حکم میں برابر ہے (یعنی مردہ عورت سے جماع کیا جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی دودھ پی لیا جائے تو ثابت ہو جائے گی)

کبیرا رویا ولو جعل اللبن مخیضا اورائبا اوشیرازا اوجبنا او اقطا او مصلا فتنا وله الصبی لا یثبت التحریم لان اسم الرضاع لا یقع علیه (ص ۳۴۵) عورت کے دودھ کا مکھن دہی کھویا یا پنیر وغیرہ بنا لیا جائے اور بچہ اس سے کھالے تو حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس پر رضاعت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

کتاب الطلاق

عسیلہ؟ امـا الانـزال فـلیس بشر ط للاحلال (ما تحل به المطلقة باب ٦ (ص ۴۷۳) تحلیل کیلئے انزال شرط نہیں۔

تاکید مزید اذالف ذکره بخرقة وادخله فرجها فان وجدالحرارة تحل والا فلا (ص ۴۷۳) کپڑا لپیٹ کر داخل کرے حرارت محسوس کرے تو حلالہ کا فائدہ ہوگا۔ ورنہ نہیں۔

ڈاکٹری رپورٹ اور فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے الزوج المحلل اذا

وطی المراۃ فافضاھا لا تحل للزوج الاول(حاشیہ بر فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۴۶۶) حلالہ کرنے والے خاوند نے عورت سے جماع کیا اور اس کے اندام نہانی کو کھول کر رکھ دیا تو وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

بوڑھا محلل

و لو اولج الشیخ الکبیر الذی لا یقدر علی الجماع بقوتہ بل بمساعدۃ الید لا تحل للاول الا ان تنتشر آلتہ وتعمل (ص ۴۷۳) بوڑھا اور کمزور جوانی قوت کے ساتھ نہیں بلکہ ہاتھ کی مدد سے داخل کرے تو اس سے بھی پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوگی سوائے اس صورت کے کہ اسکے عضو میں انتشار پیدا ہو اور عمل کرے۔

میٹھا میٹھا ہپ

لو اخبرت المراۃ ان زوجھا الثانی جامعھا وانکر الزوج الجماع حلت للاول(ص ۴۷۴) عورت بتلائے کہ اس کے ساتھ دوسرے خاوند (محلل) نے جماع کیا ہے مگر وہ انکار کرے تو وہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی۔

کڑوا کڑوا تھو

ولو قالت بعد ما تزوجھا الاول ما تزوجت باخر وقال الزوج تزوجت باخر ودخل بک لا تصدق المرأۃ (ص ۴۷۴) پہلے خاوند سے شادی رچانے کے بعد عورت کہے میں نے دوسرے سے شادی نہیں کی تھی۔ خاوند کہے تو نے کی تھی اور اس نے تیرے ساتھ دخول بھی کیا تھا تو عورت کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

حلالہ

رجل تزوج امرأۃ ومن نیتہ التحلیل ولم یشترطا ذلک تحل للاول بھذا ولا یکرہ ----ولو شرطا یکرہ و تحل عند ابی حنیفۃ وزفر رحمھما اللہ تعالیٰ (ص ۴۷۴) ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ حلالہ کی نیت سے نکاح کیا اور انہوں نے ایسا (لفظوں میں) طے نہیں کیا تو وہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی۔ اور یہ مکروہ نہیں ہے؟ گو ابو حنیفہ اور زفر کے نزدیک پہلے کیلئے حلال پھر بھی ہو جائے گی۔

کتاب الحدود

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲)

زنا جائز لو تزوج خمسا فی عقدة اولتزوج الخامسة فی نکاح الاربع او تزوج باخت امرأة او بامها فجامعها وقال علمت انها علی حرام او تزوجها متعة لایجب الحدفی ھذہ الوجوہ وان قال علمت انها علی حرام (باب الزنا ص ۱۴۸) بیک عقد پانچ عورتوں سے نکاح کرے یا چار بیویوں کے ہوتے پانچویں سے نکاح کرے یا اپنی سالی سے یا اپنی ساس سے نکاح کرے اور پھر ان سے جماع کرے اور کہے مجھے معلوم ہے کہ یہ مجھ پر حرام ہے یا کسی عورت سے نکاح متعہ کرے ان سب صورتوں میں اس پر حد زنا نافذ نہیں ہوگی گو وہ کہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ مجھ پر حرام ہے۔

کیونکہ یہ زنا نہیں ہے فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ھے: لو تزوج بذات رحم محرم نحوا لبنت والاخت والام والعمة والخالة وجامعها لا حد علیه فی قول ابی حنیفةؒ وان قال علمت انها علی حرام (حاشیه برفتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۴۶۸) بیٹی، بہن، ماں، پھوپھی، خالہ، وغیرہ محرمات ابدیہ سے نکاح کر کے صحبت کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔ اگرچہ وہ کہے مجھے معلوم تھا کہ یہ مجھ پر حرام تھی۔

نکاح پر نکاح ولو تزوج امراة لها زوج فوطها لاحد علیه عند ابی حنیفةؒ (ایضاً) پہلے سے شادی شدہ (خاوند والی) عورت سے نکاح کر کے صحبت کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے

الگ الگ اور اکٹھی تین طلاقوں میں فرق

لو طلق امرأته ثلاثا ثم وطهـا فی العدة ان كان طلقها ثلاثا جملة لا حد علیه '(ایضا) اپنی عورت کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر عدت میں اس سے صحبت کر لی تو اس پر حد نہیں۔

وزیر آباد کیس

رجل زنی بامرأة میتة اختلفوا فیه قال اهل المدینة یحد وقال اهل البصرة یعزرولا یحد قال الفقیه ابو اللیثؒ وبه ناخذ(ایضاً ص ۲۶۹) آدمی نے مردہ عورت سے زنا کیا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اہل مدینہ نے کہا اس پر حد ہے اہل بصرہ نے کہا اسے تعزیر دی جائے۔ اس پر حد نہ لگائی جائے۔ فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا ہمارا یہی مذہب ہے

پیسے طے کر کے

استأجرا امرأة لیزنی بها لیعطاها او قال خذی هذه الدرهم لا طاک او قال مکنینی بکذا ففعلت لم یحد(عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۹) کسی عورت کو زنا اور جماع کیلئے کرایہ پر حاصل کیا یا کہا اتنے پیسے لے لو تاکہ میں تیرے ساتھ ہمبستری کروں یا کہا اتنی رقم لے لو اور مجھے موقع دو اور وہ عورت اس پر عمل کرے تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

شفقت

اذا زنی صبی او مجنون بامرأة عاقلة وهی مطاوعة فلا حد علی الصبی والمجنون بلا خلاف هل تحد المرأة فعلی قول علماء نا رحمهم الله تعالیٰ لا تحد(ص ۱۵۰) ایک عقل مند عورت اپنی مرضی سے بچے یا دیوانے سے زنا کروائے، بچے اور دیوانے پر تو بلا اختلاف حد نہیں اور ہمارے علماء کے نزدیک عورت پر بھی حد نہیں۔

وضاحت

فتاویٰ قاضی خان میں ہے والبالغة العاقلة اذا دعت صبیا فجا معها لا حد علیها علمت بالحرمة اولم تعلم وعلیها العدة ولا مهرلها (حاشیہ بر فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۴۶۸) عاقلہ بالغہ عورت نے بچے کو دعوت (گناہ) دی

اس نے اس سے جماع کیا تو عورت پر حد نہیں۔ چاہے اسے چیز کی حرمت معلوم ہو یا نہ ہو۔ اسے عدت گزارنی ہوگی اسے مہر نہیں ملے گا۔

وحشی، درندگی

رجل زنی بصغیرة لا تحتمل الجماع فافضاها لا حد علیه (ایضاً ص ۲۶۹) آدمی نے چھوٹی بچی سے زنا کیا جو جماع کو برداشت نہیں کر سکتی تھی اور اس کا سب کچھ کھول کر رکھ دیا تو اس پر حد نہیں۔

بڑی مہربانی

واذا زنی بصبیة فلا حد علیها وعلیه المهر (عالمگیری ص ۱۵۰) کسی بچی سے زنا کیا تو دونوں پر حد نہیں۔ البتہ مرد کے ذمہ مہر لازم ہوگا۔

پرانی عادت

قاضی خاں میں لکھا ہے لو جامع اجنبیة فی دبرها او غلاما فی دبره قال ابو حنیفہؒ یعزر اشد التعزیر ولا حد علیه (حاشیه برفتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۲۶۹) لڑکی یا لڑکے کی پیٹھ میں جماع کیا تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اسے سخت سزا دی جائے مگر حد نہ لگائی جائے۔

آسان طریقہ

اذا زنی بامرأة ثم قال اشتریتها لا حد علیه سواء کانت حرة او امة (ص ۱۵۱) ایک عورت سے زنا کر کے کہے میں نے تو اسے خرید لیا ہے چاہے وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی تو اس پر حد نہیں ہے۔

ہمدردی

واذا زنی بامة ثم قال اشتریتها ---وقال مولاها کذب ثم ابعها قال لا حد علیه (ص ۱۵۱) ایک لونڈی سے زنا کر کے کہے میں نے اسے خرید لیا ہے۔ لونڈی کا اصل مالک کہے یہ جھوٹ بولتا ہے میں نے اسے نہیں بیچا ہے تو اس پر بھی حد نہیں۔

ہمارا تو نکاح ہے ہدایہ میں ہے ومن اقر اربع مرات فی مجالس مختلفة انه زنی بفلانة وقالت هی تزوجنی او اقرت بالزناء وقال الرجل تزوجتها فلا حد علیه وعلیه المهر (ج ۲ کتاب الحدود ص ۴۹۳) مرد یا عورت نے مختلف مجلسوں میں چار بار زنا کا اقرار کیا لیکن فریق ثانی نے کہہ دیا کہ ہمارا تو نکاح ہے تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

اندھا دھند لو اذهب بصر امة بالوطء لا یجب الحد بلا خلاف (ص ۱۵۱) اگر زنا کر کے کسی لونڈی کی بینائی زائل کر دے تو بلا اختلاف اس پر حد نہیں۔

شاہی مذہب کل شیء صنعه الامام الذی لیس فوقه امام مما یجب الحد کالزنا والسرقة والشراب والقذف لایواخذ به (ص ۱۵۱) حاکم اعلیٰ زنا کرے، چوری کرے شراب پیئے تہمت لگائے اس پر حد نہیں۔

سزا کو کالعدم کرنے والی یہ سب رعائتیں خود ساختہ ہیں اسلام سے انہیں دور کا بھی تعلق نہیں۔

حد الشرب

گھوٹ گھوٹ پیتیاں اذا سکر من البنج اختلفوا فی وجوب الحدوا لصحیح انه لایحد (ص ۱۶۰) صحیح بات یہ ہے کہ بھنگ کا نشہ کرنے پر حد نہیں لگائی جائے گی۔

شراب من شرب دردی الخمر لم یحد حتی یسکر (۱۶۰) جو شخص تہہ میں بیٹھی ہوئی (تلچھٹ) شراب پیئے اس پر بھی حد نہیں جب تک نشہ نہ ہو۔

مکسچر

وانْ خلط الخمر بشئی من المائعات مثل الماء واللبن والدھن وغیر ذلک وشرب ان کانت الخمر غالبة وشرب منھا قطرة حدوان کانت مغلوبة لا یحل شربھا ولا یحدمالم یسکر (ص ۱۶۰) اگر شراب کو پانی دودھ یا تیل وغیرہ مائعات (مثلاً لیمن سیون اپ) میں ملا کر پی لے تو بات یہ ہے اگر شراب غالب ہے تب تو اس سے ایک قطرہ پینے پر بھی حد لگائی جائے گی اور اگر مغلوب ہے تب بھی اسکا پینا جائز نہیں اور اگر پی لے تو جب تک نشہ نہ ہو اس پر حد نہیں لگائی جائے گی

کتاب السرقة

(چور گائڈ)

دس درہم یا تین درہم

اقل النصاب فی السرقة عشرة دراھم (ص ۱۷۰) چوری کا کم از کم نصاب دس درہم ہے۔ یعنی اس سے کم پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے نبی صلعم نے فرمایا لا تقطع ید السارق الا بربع دینار فصاعدا۔ (صحیحین) ربع دینار یعنی تین درہم سے کم میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

ایک گھر سے مکمل چوری

لو سرق نصابا من منزلین مختلفین فلا قطع (ص ۱۷۶) اگر دو مختلف گھروں کو ملا کر چوری کا نصاب پورا ہوتا ہو تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قسط وار چوری

ولا بدان یخرجه مرة واحدة فلو اخرج بعضه ثم دخل واخرج باقیه لا یقطع (ص ۱۷۱) یہ بھی ضروری ہے کہ ایک پھیرے میں نصاب چوری کرے اگر پہلے کچھ نکالا پھر داخل ہوا اور باقی نکالا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

حفظ ماتقدم لو كان فيهم صغير او مجنون اومعتوه او ذورحم محرم من المسروق منه لم يقطع احد (ص ۱۷۱) اگر چوروں میں کوئی بچہ یا دیوانہ یا ناقص العقل یا جس کی چوری کی گئی ہے اس کا رشتہ دار شامل ہو تو سب قطع ید سے بچ جائیں گے۔

مقدس چوری لا قطع فی سرقة المصحف وان كان عليه حلية تساوی الف درهم (ص ۱۷۷) قرآن مجید کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگرچہ اس کے ساتھ ہزار درہم کے برابر زیور لگا ہو۔

لائبریری وكذا لاقطع فی كتب الفقه والنحو واللغة والشعر (ص ۱۷۷) اسی طرح فقہ، نحو، لغت اور شعر کی کتابوں کی چوری پر بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مقروض کی چوری من كا ن له علی غريمة عشرة دراهم فسرق من بيته مثلها ان كان دينه حالا ام يقطع وان كا ن مو جلا فا لقيا س ان يقطع وفی الاستحسان لا يقطع ولا فرق بين ان يكون الذی اخذه بقدر ماله او اكثر او اقل (ص ۱۷۷) جس نے کسی سے دس درہم لینے ہوں اس کے گھر سے اتنی ہی چوری کر لے۔ اگر تو قرض فی الحال واجب الادا تھا تب تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر میعاد باقی تھی تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ہاتھ کاٹ دیا جائے لیکن از روئے استحسان نہیں کاٹا جائے۔ نیز اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اس نے جو چوری کی ہے وہ اس کے قرض کے برابر ہے یا اس سے زیادہ یا اس سے کم۔

پکی پکائی دیگ ولو سرق اناء فضة قيمته مائة وفيه نبيذ او طعام لا يبقی اولبن لا يقطع وانما ينظر ما فی الاناء (ص ۱۷۷) اور اگر کوئی چاندی کا برتن چرا لے جس کی قیمت ایک سو (درہم) ہو اس میں نبیذ ہو یا ایسا کھانا جو دیر تک نہ رہ سکتا ہو یا دودھ ہو تو ہاتھ

نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ جو برتن کے بیچ میں ہے اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔

اغوا ولا قطع علی سارق الصبی وان کان علیہ حلیتہ(ص ۱۷۷) بچے کو چرانے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا خواہ اس نے زیور بھی کیوں نہ پہن رکھا ہو۔

بالاجماع اما اذا کان(الصبی)یتکلم ویمشی فلا قطع علی سارقہ بالاجماع وان کان علیہ حلیتہ کثیرۃ(ص ۱۷۸) بچہ اگر بولتا اور چلتا ہو تو پھر بالاجماع اسے قطع ید کی سزا نہیں دی جائے گی چاہے اس نے کثیر زیور پہن رکھا ہو۔

عقلمندی اذا سرق خابیۃ من خمر والظرف یساوی عشرۃ فلا قطع (ص ۱۷۸) شراب سمیت برتن چرالے جس کی قیمت دس درہم ہو تو قطع ید نہیں۔

حماقت اذاشرب الخمر فی الحرز ثم اخرج الظرف مما یقطع فی سرقتہ قطع(ص ۱۷۸) لیکن اگر شراب اندر پی کر برتن باہر نکالے اور برتن کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

خیمے کی چوری ولو سرق فسطاطا کان منصوبا لا یقطع وان کان ملفوفا یقطع(ص ۱۷۸) خیمہ چرالیا وہ اگر نصب تھا تو قطع ید نہیں اور اگر تہہ کر کے رکھا ہوا تھا تو قطع ید ہے۔

کفن چور لا قطع علی خائن ولا خائنۃ ولا منتہب ولا مختلس ولا قطع علی النباش(ص ۱۷۸) خائن مرد خائن عورت ڈاکو اچکے اور کفن چور پر حد نہیں۔

کانوائے

ولو سرق الابل من الطريق مع حملها لا يقطع سواء كان صاحبها عليها او لا لان هذا المال غير محرز وكذا لو سرق الجوالق بعينها لم يقطع ولو شق الجوالق فاخرج ما فيها ان كان صاحبها هناك قطع والا فلا (ص ۱۷۹) راستے سے اونٹ مع بوجھ کے چرالیا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مالک اس پر موجود ہو یا نہ ہو اس لیے کہ یہ مال غیر محفوظ ہے اسی طرح اگر سالم بوریاں چرالے تب بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا لیکن اگر بوریاں پھاڑ کر ان میں سے مال نکال لے تو اگر مالک ساتھ موجود ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں۔

انجن ہضم

اذا سرق من القطار بعيرا لا يقطع (ص ۱۸۰) قطار سے اونٹ چرا کر لے جائے تو قطع ید نہیں۔

رنگے ہاتھوں

ولو اخذ السارق في الحرز قبل ان يخرجه وقد حمله او لم يحمله فلا قطع (ص ۱۸۰) ابھی سامان باہر نہیں نکالا تھا کہ چور پکڑا گیا۔ اس نے سامان اٹھا رکھا تھا یا نہیں اٹھایا ہوا تھا۔ دونوں صورتوں میں قطع ید نہیں۔

کیسے کیسے طریقے

ولو رمى الى صاحب له خارج الحرز فاخذ المرمي اليه لا قطع على واحد منهما (ص ۱۸۰) چور باہر کھڑے اپنے ساتھی کی طرف مال پھینکتا چلا جائے اور وہ پکڑتا جائے تو دونوں پر قطع ید نہیں۔

فقیہانہ

ولو ناول صاحبه من وراء الجدار ولم يخرج هو به قال ابو حنيفة لا قطع على واحد منهما (ص ۱۸۰) چور دیوار کے باہر کھڑے ساتھی کو مال پکڑائے اور خود مال اٹھا کر باہر نہ نکلے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں پر قطع ید نہیں۔

ہاتھوں ہاتھ ولو کان الخارج ادخل یدہ فاخذھا عن الداخل فلا قطع علی واحد منھما فی قول ابی حنیفة (۱۸۰) اگر باہر والا چور ہاتھ داخل کر کے اندر والے چور سے مال پکڑ لے تو امام صاحب کے نزدیک دونوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

رہنما اصول ولو وضع الداخل المال عند النقب ثم خرج واخذہ ...الصحیح انه لا یقطع (ص ۱۸۰) اگر چور نے اندر داخل ہو کر مال نقب کے پاس رکھ دیا پھر باہر نکل کر وہاں سے اٹھا لیا تو صحیح بات یہ ہے کہ اس کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

پانی کی طاقت سے ولو کان فی الدار نھر جار فرمی المتاع فی النھر ثم خرج واخذہ ان خرج بقوۃ الماء لا یقطع (۱۸۰) گھر میں نہر تھی مال چرا کر اس میں پھینک دیا باہر آ کر پکڑ لیا اگر مال پانی کی طاقت سے باہر آئے تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

گدھے کے ذریعے سارق دخل مع حمار منزلا فجمع الثیاب وحملھا ثم خرج من المنزل وذھب الی منزله فخرج الحمار بعد ذلک وجاء الی منزله لم یقطع (ص ۱۸۰) چور گدھا لے کر ایک گھر میں داخل ہوا۔ کپڑے اکٹھے کیے اور انہیں گدھے پر لاد دیا پھر اس گھر سے نکل کر اپنے گھر کو چلا گیا۔ اس کے بعد گدھا بھی اس کے گھر میں پہنچ گیا تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

کبوتر کے ذریعے وکذا لو علق علی طائر شیاء و ترک فی المنزل بعد ذلک فاخذمنه (ص ۱۸۰) اسی طرح اگر پرندے کے ساتھ کوئی شے باندھ دے اور اسے گھر میں چھوڑ دے تو اس سے وصول کر لے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

نقب لگا کر وان نقب البیت وادخل یدہ فاخذشیاء لم یقطع(۱۸۰) گھر میں سوراخ کیااور باہر کھڑے کھڑے ہاتھ اندر داخل کر کے کچھ نکال لیاتو قطع ید نہیں

دروازہ کھلا تھا ولو کان باب الدار مفتوحا فدخل نهارا وسرق لا یقطع(۱۸۱) گھر کا دروزاہ کھلا تھا۔ دن کے وقت داخل ہوااور چوری کی، ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

ولو دخل اللص دارانسان مابین العشاء والعتمة والناس یلعبون ویجیون فهو بمنزلة النهار(۱۸۱) چور عشاء کے قریب کسی کے گھر میں داخل ہوا جب کہ لوگ ابھی آ جا رہے ہوں تو وہ بمنزلہ دن کے ہے یعنی تب بھی چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

شادی اذا سرق من اجنبیة او سرقت من اجنبی ثم تزوجها قبل المرافعة الی الامام ثم ترافع الامر الی الامام واقر السارق فالقاضی لا یقطع وان تزوجها بعد القضاء لم یقطع عند ابی حنیفه و محمد (ص ۱۸۲) مرد نے عورت کی یا عورت نے مرد کی چوری کی۔ معاملہ عدالت میں جانے سے پہلے مرد نے اس سے نکاح کر لیا اور چور نے چوری کا اقرار بھی کر لیا تب بھی قاضی اس کا ہاتھ نہیں کاٹے گا اور اگر عدالتی فیصلے کے بعد اس سے نکاح کیا تو بھی وہ قطع ید سے بچ جائے گا۔

گھر کا بھیدی ولا قطع علی الضیف اذا سرق من اضافه ولا قطع علی خادم القوم اذا سرق متاعهم ولا علی اجیر سرق من موضع اذن له فی دخوله(ص ۱۸۲) مہمان میزبان کی چوری کرے لوگوں کا خادم (نوکر) ان کا سامان چرالے اور مزدور کو جس جگہ داخل ہونے کی اجازت ہے وہاں سے چوری کرلے تو قطع ید نہیں۔

نکل کر

ولا بد ان یخرجه ظاهرا حتّٰی لوا ابتلع دینارا فی الحرز وخرج لا یقطع (ص ۱۷۱) ضروری ہے کہ چور مال کوظاہر طور پر نکالے۔ اگر جائے حفاظت سے دینار نگل کر باہر آجائے تو قطع ید نہیں۔

مک مکا

ومن سرق سرقة وردها علی المالک قبل الارتفاع الی الحاکم لم یقطع (۱۸۴) چوری کی اور معاملہ عدالت میں پہنچنے سے پہلے مالک کو واپس کردی تو قطع ید نہیں۔

غائب

ولو سرق من رجلین ،لم یقطع بغیبة احد هما (ص ۱۸۳) دو آدمیوں نے چوری کی۔ ہاتھ کاٹنے کے وقت اگران میں سے ایک بھی غائب ہو (یا اسے غائب کردیا جائے؟) تو قطع ید نہیں۔

فرار

واذا حکم علیه بالقطع بشهود فی السرقة ثم انفلت اولم یکن حکم علیه حتّٰی انفلت فاخذ بعد زمان لم یقطع (ص ۱۸۳) گواہوں کی بنا پر قطع ید کا فیصلہ ہونے سے پہلے یا بعد میں چور بھاگ جائے اور کچھ مدت بعد پکڑا جائے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا،

تعاقب بھی نہیں

السارق اذا صاح به رب المال فهرب لا یحل لصاحب المال ان یتبعه ویضربه بالسلاح (ص ۱۷۵) چور کو دیکھ کر مالک نے شور مچادیا اور چور بھاگ نکلا۔ مالک کو جائز نہیں کہ اس کا پیچھا کرے اور اس پر کوئی ہتھیار استعمال کرے۔

انتظار

الا اذا ذهب بماله فحینئذ یحل له ان یتبعه او یضربه بالسلاح (۱۷۵) ہاں جب اس کا مال لے جائے تو پھر تعاقب یا ہتھیار کے ساتھ اسے مارنا جائز ہے۔

مزار

ولو سرق من القبر دراهم اودنانير او شياء غير الكفن لم يقطع بالاجماع ----اختلف مشائخنا فيما اذا كان القبر فی بيت مقفل والاصح انه لا يقطع سواء بنش الكفن او سرق مالا آخر من ذلک البيت(ص ۱۷۸) قبر سے کفن کے علاوہ روپے پیسے یا کوئی شے چرائے بالاجماع ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔قبر اگر مقفل مکان میں ہوتو پھر ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔صحیح یہ ہے کہ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ برابر ہے کہ کفن چرائے یا اس مکان سے کوئی اور مال چرائے۔

مانہہ نروئے

وکذا اذا کانت رجله اليمنٰی شلاء وکذ لک ان کانت ابها مة اليسری مقطوعة او شلاء او الا صبعان منهاسوی الابهام (ص ۱۸۳) اگر چور کا دایاں پاؤں بے کار ہو یا اس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا یا دو انگلیاں بے کار یا کٹی ہوئی ہوں تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

آخر تک بچانے کی کوشش

اذاقضی علٰی رجل بالقطع فی سرقة فوهبها له المالک وسلمها اليه اوباعها منه لا يقطع (ص ۱۸۴) چوری کے سلسلہ میں قطع ید کا فیصلہ ہوجائے تو مالک چور کو مال ہبہ یا فروخت کردے تو قطع ید نہیں

صفوان بن امیہؓ سے روایت ہے فاتيت رسول الله صلی الله عليه وسلم فقلت يارسول الله ان هذ سرق خميصة لی لرجل معه فا مربقطعه فقال يارسول الله انی قد وهبتها له قال فهلا قبل ان تاتينی به (مسند احمد ج ۴ ص ۴۰) میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور ایک آدمی کے متعلق جو میرے ساتھ تھا عرض کیا یارسول اللہ اس نے میری چادر چرائی ہے تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا میں نے کہا یارسول اللہ وہ چادر میں نے اسے ہبہ کردی۔فرمایا میرے پاس لانے سے پہلے تو نے ایسا کیوں نہ کیا؟

قصاب ان سرق شاۃ فذ بحھا ثم اخرجھا لم یقطع (ص ۱۸۵)

چور بکری کو ذبح کر کے نکالے تو قطع ید نہیں۔

کچھ ہدایات ہدایہ

خانہ خدا میں چوریاں

ولا یحرز بباب المسجد ما فیہ حتیٰ لا یجب القطع بسرقہ متاعہ (ہدایہ کتاب السرقۃ ص ۵۱۳) مسجد کے دروازے سے مسجد کی چیزیں محفوظ نہیں ہوتیں۔لہذا مسجد کی چوری پر ہاتھ کاٹنا واجب نہیں ہوگا۔

پارٹنر

ولا یقطع السارق من بیت المال لانہ مال العامۃ وھو منھم ولا من مال للسارق فیہ شرکۃ (ص ۵۱۵) سرکاری خزانے کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لیے کہ وہ عوام کا مال ہے اور چور بھی عوام میں سے ایک ہے اور اس مال کی چوری سے بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جس میں چور کی شراکت ہو۔

کھلی چھٹی

ولا قطع علی من سرق مالا من حمام او من بیت اذن للناس فی دخولہ ----ویدخل فی ذلک خوانیت التجارۃ والخانات الااذا سرق منھا لیلا (ص ۵۱۸) جو شخص حمام سے یا ایسے مکان سے چوری کرے جہاں لوگوں کو داخلے کی اجازت ہوتی ہے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔اس میں کاروباری دوکانیں اور ہوٹل شامل ہیں۔ہاں اگر رات کو چوری کرے تو (کاٹا جائے گا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطع ید رجل سرق ترسا من صفۃ النساء ثمنہ ثلاثۃ دراھم (ابو داؤد) ایک شخص نے عورتوں کے صفہ سے

ایک ڈھال چرائی جس کی قیمت تین درہم تھی نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

جیب تراشی وان طر مرۃ خارجۃ من الکم لم یقطع وان ادخل یدہ فی الکم یقطع(۵۱۹) اگر بیرونی جیب پھاڑ کر پیسے نکالے تو قطع ید نہیں۔ اگر ہاتھ اندر داخل کرے تو قطع ید کی سزا ہے۔

جھوٹا دعویٰ واذا ادعی السارق ان العین المسروق ملکہ سقط عنہ القطع عنہ وان لم یقم بینۃ معناہ بعد ما شھد الشاھد ان بالسرقۃ(۵۲۳) چور یہ دعویٰ کردے کہ یہ تو میرا اپنا ہی مال تھا اس سے بھی قطع ید کی سزا ساقط ہو جائے گی۔ اگر چہ وہ اس پر کوئی دلیل قائم نہ کر سکے۔ مطلب یہ ہے چوری کے متعلق دو گواہوں کے گواہی کے بعد وہ ایسا کہے۔

چور اور فقہ اگر اجازت ہو تو آخر میں ایک بات میں بھی عرض کردوں کہ جو چور فقہ حنفی پڑھا ہوا ہو اس کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ اس نے چوری ایسے طریقے سے کرنی ہے کہ قانون کی گرفت میں نہ آسکے۔

کتاب المفقود

فتاویٰ عالمگیری ج ۲

نوّے سال لایفرق بینہ وبین امراتہ وحکم بموتہ بمضی تسعین سنۃ وعلیہ الفتوی ----واذا حکم بموتہ اعتدت امراۃ عدۃ الوفاۃ من ذلک الوقت ---فان عادزوجھا بعد مضی المدۃ فھواحق بھا وان تزوجت فلا سبیل لہ علیھا (ص ۳۰۰) مفقود الخبر (گمشدہ) خاوند کی بیوی کو اس سے جدا نہیں کیا جائے گا اور نوے برس گزرنے

کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے گا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ اس فیصلے کے بعد عورت چار مہینے دس دن عدت گزارے گی۔ اس کے بعد اگر اس کا خاوند لوٹ آئے تو وہ اس کا حق دار ہے اور اگر اس عورت نے (خیر سے) شادی رچالی ہو تو پھر اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

کتاب البیوع

فتاوی عالمگیری ج ۳

یہ لاؤڈ اسپیکر اور یہ بے وقت کی راگنیاں

اشتری دیکا فیصیح فی غیر الوقت له ان یرده (باب ۸ فصل ۲ ص ۷۲) مرغ خریدا جو بے وقت بانگیں دیتا ہے۔ خریدار کو واپسی کا اختیار ہے۔

لواطت پر حد نہیں

اذا اشتریٰ حمارا فنزا علیه حمر ------ان کان مقهورا فهو لیس بعیب و ان سلم نفسه لذلک فهو عیب (ص ۷۲) گدھا خریدا۔ اس پر گدھے کودتے ہیں تو بات یہ ہے اگر وہ مجبور ہے تو عیب نہیں اور اگر راضی ہے تو عیب ہے۔

حنفیت

من اشتری ناقة مصراة وهی التی شد البائع ضرعها حتّٰی اجتمع اللبن فصار ضرعها کالصراة وهی الحوض فلیس له ان یردها والتصریه لیست بعیب عندنا۔ (ص ۷۲) جس نے دودھ روکی ہوئی اونٹنی کو خریدا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بائع اونٹنی کے تھن کو باندھ دے تاکہ اس میں دودھ جمع ہو جائے اور اس کا تھن صراۃ یعنی حوض کی طرح ہو جائے۔ تو مشتری کو لوٹانے کا اختیار نہیں کیونکہ جانور میں دودھ روکنا (تاکہ وہ گاہک کو زیادہ دودھیل محسوس ہو) ہمارے نزدیک عیب نہیں ہے۔

بروایت ابوہریرہؓ نبی ﷺ سے مروی ہے لا تصروا الغنم ومن ابتاعها فهو بخیر النظرین بعد

ان یحلبھا ان رضیھا امسکھا و ان سخطھا ردھا وصا عا من تمر (بخاری ص ۲۸۸)
بکریوں میں دودھ جمع نہ کیا کرو اور جو ایسی بکری خرید لے تو اسے دوہنے کے بعد خریدار کو دونوں طرح اختیار ہے۔ خوش ہو تو رکھ لے ناخوش ہو تو واپس کر دے اور ایک صاع کھجوریں دے دے

جعلی سرٹیفکیٹ

وکذلک لو سود انامل عبدہ واجلسه علی المعرض حتّٰی ظنه المشتری کاتبا او البسه ثیاب الخبازین حتّٰی ظنه خبازا فلیس له ان یردہ (ص ۷۳) اسی طرح بائع اپنے غلام کے پوروں پر سیاہی مل دے اور اسے سیٹ پر بٹھا دے تاکہ خریدار اسے پڑھا لکھا خیال کرے یا اسے نانبائیوں والے کپڑے پہنا دے تاکہ خریدار اسے نانبائی خیال کرے تو خریدار کو واپسی کا اختیار نہیں ۔

حدیث نبویؐ ہے من غش فلیس منی (عن جابر. مسلم) جو فریب دے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

تقویٰ

ولو وکل المسلم ذمیا ببیع الخمر او شرائه جاز فی قول ابی حنیفةؒ (بیع المحرمات باب ۹ فصل ۵ ص ۱۱۵) مسلمان غیر مسلم شہری کی معرفت شراب کا کاروبار کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔

یہاں کتے کا گوشت بکتا ہے

اذا ذبح کلبه وباع لحمه جاز (ص ۱۱۵) کتا ذبح کر کے اس کا گوشت بیچے تو جائز ہے۔

لونڈی کے دودھ کی دکان

وعن ابی یوسف یجوز بیع لبن الامة ھو المختار (۱۱٦) امام ابویوسفؒ کے نزدیک لونڈی کا دودھ بیچنا جائز ہے۔ یہی فتویٰ پسندیدہ ہے۔

سامان لہو ولعب کی بیع

ویجوز بیع البربط والطبل والمزمار

والدف والنرد واشباہ ذلک فی قول ابی حنیفةؒ (ص ۱۱۶) سارنگی ڈھول بنسری، دف، چوسر وغیرہ کی بیع امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق جائز ہے۔

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذ ھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین۔

سوداگران شراب

قال ابو حنیفةؒ یجوز بیع الاشربة المحرمة کلھا الا الخمر وعلی مستھلکھا الضمان (ص ۱۱۶) امام صاحب نے فرمایا سوائے خمر کے تمام حرام شرابوں کی بیع جائز ہے اورانہیں ضائع کرنے والے پر تاوان ہے۔

تعاون

ولا بأس ببیع العصیر ممن یتخذھا خمرا ولا ببیع الارض ممن یتخذھا کنیسة (ص ۱۱۶) شراب ساز کے ہاتھ شیرہ اور جو گرجا بنانا چاہے اس کے ہاتھ زمین فروخت کرنا جائز ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

ناجائز جائز

واذا تبایعا بیعافاسد فی دارالحرب فھو جائز وھذ عند ابی حنیفةؒ و محمدؒ (فصل ٦ ص ۱۲۱) امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک دارالحرب میں ناجائز کاروبار جائز ہے۔

کتاب ادب القاضی

مقلد اور مفتی

اجمع الفقھاء علی ان المفتی یجب ان یکون من اھل الاجتھاد (باب ا ص ۳۰۸) فقہاء کا اجماع ہے کہ مفتی کا مجتہد ہونا واجب ہے۔

اقوال

وان لم یکن من اھل الاجتھادلا یحل له ان یفتی الا بطریق الحکایة فیحکی مایحفظ من اقوال الفقھا(ص ۳۰۹) اگر مجتہد نہیں تو اس کیلئے فتویٰ دینا حلال نہیں مگر بطور حکایت۔ فقہا کے جو اقوال اسے آتے ہوں بیان کردے۔

یعنی وہ براہ راست قرآن وسنت سے فتویٰ دینے کا مجاز نہیں

کیا مطلب

والفاسق یصلح مفتیا(ص ۳۰۹) فاسق بھی مفتی ہو سکتا ہے مثلاً کوئی پرائیوٹ قسم کا فسق؟

اتخذوا احبارھم

ثم الفتوی مطلقا بقول الامام ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر ثم بقول الحسن بن زیاد رحمه الله تعالیٰ (ص ۳۱۰) اولا فتویٰ امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق ہوگا پھر ابو یوسفؒ پھر محمدؒ پھر زفرؒ اور پھر حسنؒ کے قول کے مطابق

ڈالیاں

وللمفتی والامام قبول الھدیة واجابة الدعوة الخاصة (ص ۳۱۰) مفتی اور حاکم تحائف اور خصوصی دعوتیں قبول فرما سکتے ہیں۔

کتاب الاکراہ

فتاویٰ عالمگیری ج ۵

جبری طلاق

ولو اکرہ علی طلاق او عتاق فاعتق او طلق وقع العتق والطلاق (باب ۲ ص ۴۲) زبردستی کی طلاق اور آزادی نافذ ہوجاتی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: لا طلاق ولا عتاق فی اغلاق (ابو داؤد. ابن ماجه) زبردستی کی نہ طلاق معتبر ہے اور نہ آزادی

جبری نکاح

ولو ان المرأة هی التی اکرهت حتیٰ یتزوجها الرجل علی الف درهم ومهر مثلها عشرة آلاف درهم فزوجها اولیاء ها مکرهین فالنکاح جائز (ص ۴۵) ہزار درہم مہر پر عورت کو ایک مرد سے نکاح پر مجبور کیا جائے جب کہ اس کا مہر مثل دس ہزار درہم ہے۔ اولیاء مجبور ہو کر اس کا نکاح کر دیں تو یہ نکاح جائز ہے۔

خنساء بنت خدام سے روایت ہے ان اباها زوجها وهی ثیب فکرهت ذلک فاتت رسول الله صلی الله علیه وسلم فرد نکاحها (بخاری ص ۷۷۱) کہ میں بیوہ تھی۔ میرے باپ نے ایک جگہ میرا نکاح کر دیا جو مجھے پسند نہیں تھا میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس نکاح کو مسترد فرما دیا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے ان جاریة بکرا اتت رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکرت ان اباها زوجها وهی کارهة فخیرها النبی صلی الله علیه وسلم (ابو داؤد) ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کے باپ نے اس کی شادی کر دی ہے جو اسے پسند نہیں تو آپ نے اسے اختیار دے دیا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا عورت باکرہ ہو یا ثیبہ اس کی اجازت کے بغیر ولی بھی اس کے نکاح کا مجاز نہیں۔ لیکن جب عورت بھی مجبور ہو اور ولی بھی مجبور ہو تو پھر نہ جانے یہ نکاح کیسے صحیح ہو جائے گا۔

جبری ظہار

وکذا لو اکرهه علی ان یظاهر من امراة کان مظاهرا ولا یقربها حتیٰ یکفر وکذا الرجعة (ص ۴۶) اگر کوئی اسے اپنی عورت سے ظہار کرنے پر مجبور کر دے تو وہ ظہار کرنے والا ہو جائے گا۔ اور بغیر کفارہ کے اس کے قریب نہیں جا سکے گا۔ اسی طرح رجوع کا معاملہ ہے۔

کتاب الغصب

قرض معاف کرانے کا بہترین حیلہ

رجل لہ علی رجل دین فبلغہ ان المدیون قد مات فقال جعلتہ فی حل اوقال وھبتہ ثم ظھر انہ حی لیس للطالب ان یاخذلا نہ وھبہ منہ من غیر شرط (باب ۱۴ ص ۱۵۷) اطلاع ملی کہ مقروض فوت ہوگیا ہے تو کہہ دے میں نے اسے قرضہ معاف کیا یا بخش دیا پھر معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے۔ اب اسے طلب کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اس نے غیر مشروط طور پر معاف کیا تھا۔

جو لوگ موت کا جعلی سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں اس قول سے اس کی افادیت اور جائز حیثیت معلوم ہوگئی۔

کتاب الذبائح

سبحان اللہ

التسمیۃ حالۃ الزکاۃ عندنا ای اسم کان (باب ۱ ص ۲۸۵) اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے ذبح کرنا جائز ہے۔

بھگوان

واء کانت التسمیۃ بالعربیۃ او بالفارسیۃ وای لسان کان لایحسن العربیۃ او یحسنھا (ص ۲۸۵) عربی، فارسی اور دنیا کی ہر زبان میں جائز ہے عربی بول سکتا ہو یا نہ بول سکتا ہو۔

نیم مردہ

وان ذبح شاۃ او بقرۃ فخرج منھا دم ولم تتحرک وخروجہ مثل ما یخرج من الحی اکلت عند ابی حنیفۃ و بہ ناخذ (ص ۲۸۶)

بکری یا گائے ذبح کی خون نکلا لیکن جانور میں حرکت نہ پیدا ہوئی خون زندہ جانور کی طرح نکلا وہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کھانا جائز ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔

اگر کارپوریشن کے ڈاکٹر صاحب مہر لگانے میں پس وپیش کریں تو بے شک اس پر فتاویٰ عالمگیری کی مہر ثبت فرمالیں۔

بتوں کا چڑھاوا

مسلم ذبح شاة المجوسی لبیت نارھم او الکافر لالھتھم توکل لانه سمی الله تعالیٰ ویکره للمسلم (ص ۲۸۶) مسلمان نے مجوسی کی بکری ان کے آتشکدے کیلئے یا کافر کی بکری ان کے معبودوں کیلئے ذبح کی اسے کھانا مسلمان کیلئے جائز ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے۔ ویسے مکروہ ہے۔

پھر مسلمان بزرگوں کے مزاروں کا چڑھاوا تو بالاولیٰ جائز اور حلال طیب ہوا۔ علمائے دیوبند سے درخواست ہے کہ وہ (وما اهل به لغیر الله) کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

کوا حلال

والمتوحش کالحمام والفاختة والعصافیر والقبج والکرکی والغراب الذی یاکل الحب والزرع ونحوها حلال بالاجماع (باب ۲ مایوکل من الحیوان(ص ۲۸۹) جنگلی کبوتر، فاختہ، چڑیاں، چکور، سارس اور وہ کوا جو دانے چگتا ہے وغیرہ بالاجماع حلال ہیں،

اونٹ مکروہ

ویکره اکل لحوم الابل الجلالة وهی التی الاغلب من اکلها النجاسة (ص ۲۸۹) جس اونٹ کی غالب خوراک گندگی ہو تو اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

کوا اور مرغی برابر

عن ابی یوسف قال سالت ابا حنیفة عن العقعق فقال لا باس فقلت انه یاکل النجاسات فقال انه یخلط النجاسة بشئی آخر ثم

یاکل فکان الاصل عندہ ان ما یخالط کالد جاج لاباس وقال ابویوسف یکرہ العقعق کما تکرہ الدجاجۃ(ص ۲۹۰) ابو یوسف کہتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ سے کوے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا یہ نجاست کھاتا ہے تو کہا وہ نجاست کو دوسری شے سے ملا کر کھاتا ہے۔ان کا مطلب یہ تھا کہ جو مرغی کی طرح مخلوط غذا کھائے وہ حلال ہے۔ابو یوسفؒ نے کہا۔کوا بھی اسی طرح مکروہ ہے جیسے مرغی۔

بھڑ کے کیڑے

واکل دود الزنبور قبل ان ینفخ فیہ الحیاۃ لا باس بہ (ص ۲۹۰) جان پڑنے سے پہلے بھڑ کے کیڑے کھانے جائز ہیں۔

چمگادڑ

واما الخفاش فقد ذکر فی بعض المواضع انہ یو کل (ص ۲۹۰) بعض جگہ مذکور ہے کہ چمگادڑ حلال ہے۔

الو

والبوم یو کل (ص ۲۹۰)۔الو حلال ہے۔

خچر

اما البغل فعند ابی حنیفہؒ لحمہ' مکروہ' علی کل حال وعند ھما کذلک ان کان الفرس نزا علی الاتان وان کان الحمار نزا علی الرمکۃ فقد قیل لا یکرہ (ص ۲۹۰) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہر قسم کے خچر کا گوشت مکروہ ہے صاحبین کے نزدیک خچر اگر گھوڑے اور گدھی کی اولاد ہو تو مکروہ ہے لیکن اگر گدھے اور گھوڑی کی اولاد ہو تو مکروہ نہیں۔

بالواسطہ

الجدی اذا کان یربی بلبن الاتان والخنزیر اعتلف ایاما فلا باس لانہ بمنزلۃ الجلالۃ (ص ۲۹۰) بکری کا بچہ جس نے گدھی یا خنزیر کا دودھ پی کر پرورش پائی ہو، چند دن چرے چگے تو اسے کھا لینے میں حرج نہیں وہ گندگی کھانے والی مرغی کی طرح ہے۔

کتے اور بکری کی مخلوط اولاد اور اس کا حل

شاۃ ولدت ولدا

بصورۃ الکلب فا شکل امرہ فا ن صاح مثل الکلب لا یوکل وان صاح مثل الشاۃ یوکل وان صاح مثلھما یوضع الماء بین یدیہ ان شرب با للسان لا یوکل لانہ کلب وان شرب با لفم یوکل لا نہ شاۃ وان شرب بھما جمیعا یوضع التبن واللحم قبلہ ان اکل التبن یوکل لانہ شاۃ وان اکل اللحم لا یوکل وان اکلھما جمیعا یذبح وان خرج الا معاء لا یوکل وان خرج الکرش یوکل (ص ۲۹۰) بکری نے بچہ جنا جس کی صورت کتے جیسی ہے۔ اس کا معاملہ مشکل ہوگیا اسکا حل یہ ہے کہ اگر وہ بھونکے تو نہ کھایا جائے اور اگر ممیائے تو کھالیا جائے اگر دونوں قسم کی آوزیں نکالے تو اس کے آگے پانی رکھا جائے اگر وہ زبان کے ساتھ پیئے تو اسے نہ کھایا جائے کیونکہ وہ کتا ہے اور اگر منہ کے ساتھ پی لے تو کھایا جائے کیونکہ وہ بکری ہے اور اگر دونوں طرح پی لے تو اس کے سامنے گھاس اور گوشت رکھا جائے، اگر گھاس کھائے تو اسے کھالیا جائے، کیونکہ وہ بکری ہے اور اگر گوشت کھائے تو اسے نہ کھایا جائے کیونکہ وہ کتا ہے اور اگر دونوں کو کھالے تو اسے ذبح کیا جائے اگر اندر سے انتڑیاں نکلیں تو نہ کھایا جائے اور اگر اوجری نکلے تو کھالیا جائے (ماشاءاللہ)

کپورے حرام

ما یحرم اکلہ من اجزاء الحیوان سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ (ص ۲۹۰) جانور کی اشیاء حرام ہیں بہنے والا خون، ذکر۔ خصیے۔ قبل، غدہ، مثانہ، پتہ۔

کتاب الاضحیتہ

شہر اور دیہات کے لیے الگ الگ شریعت

والــوقــت

المستحب للتضحية فی حق اهل السواد بعد طلوع الشمس وفی حق اهل المصر بعد الخطبة (باب ۲۹۵) دیہی آبادی کے لیے قربانی کا مستحب وقت سورج نکلنے کے بعد اور اہل شہر کیلئے خطبہ کے بعد ہے۔ جندب بن عبداللہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: من کان ذبح قبل ان یصلی او نصلی فلیذبح مکانها آخریٰ (صحیحین) جس نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر دی وہ دوبارہ کرے۔ اس حدیث میں شہری اور دیہاتی کا کوئی امتیاز نہیں۔

سورج ڈھلے قربانی

اذا ترک الصلوۃ یوم النحر بعذر او بغیر عذر لا تجوز الاضحیة حتیٰ تزول الشمس (ص ۲۹۵) نماز عید الاضحیٰ اگر کسی وجہ سے یا بغیر کسی وجہ کے نہ پڑھے تو زوال شمس سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

نماز فجر سے بھی پہلے قربانی

ولو ان رجلا من اهل السواد دخل المصر لصلوۃ الاضحی وامر اهله ان یضحوا عنه جاز ان یذبحوا عنه بعد طلوع الفجر (ص ۲۹۶) اگر ایک دیہاتی نماز عید الاضحیٰ کیلئے شہر میں آئے اور اپنے گھر والوں سے کہدے کہ وہ اس کی طرف سے قربانی کر دیں تو انہیں جائز ہے کہ وہ پو پھٹنے کے بعد ذبح کر دیں۔

کتاب الکراهیه

تصویر

اذا کانت الصورة علی البساط مفروشا لا یکره (باب ۴ ص ۵۱۳) بچھونے پر تصویر کا ہونا مکروہ نہیں۔

الحمدللہ

لو اکل شیاء غصبه من انسان فقال الحمدالله.... لا باس به (ص ۵۱۳) کسی سے کوئی شے چھین کر کھالی اور کہا الحمدللہ۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

بلکہ میرا خیال ہے اگر ساتھ ایک بڑا ساڈ کار مار لے تو سونے پر سہاگہ ہے۔

درود شریف ولو سمع النبی ﷺ فانه یصلی علیه فان سمع مرارا فی مجلس واحد اختلفوا فیه قال بعضهم لا یجب علیه ان یصلی الامرة ----وبه یفتی (۳۱۵) نبی علیہ السلام کا نام سن کر درود پڑھنا چاہیے۔ اگر ایک مجلس میں بار بار سنے تو پھر اختلاف ہے بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ ایک ہی بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

دوران تلاوت میں ولو قرأالقرآن فمر علی اسم النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه فقراءة القرآن علی نظمه وتالیفه افضل من الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی ذلک الوقت فان فرغ ففعل فهو افضل وان لم یفعل فلاشی علیه (۳۱۶) قرآن مجید پڑھتے ہوئے نبی علیہ السلام کا نام گرامی آجائے تو قرآن پاک کی نظم وترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے تلاوت کلام پاک کو جاری رکھنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے سے افضل ہے، بعد میں فارغ ہو کر اگر درود شریف پڑھ لے تو افضل ہے۔ نہ پڑھے تو کوئی حرج والی بات نہیں۔

ام الکتاب والا فضل ان لا یفضل بعض القرآن علیٰ بعض اصلا

(ص ۳۱۶) افضل یہ ہے بعض آیات قرآنی کو بعض پر کبھی فضیلت نہ دے۔

حضرت ابوسعید معلی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سورہ فاتحہ کو اعظم سورة فی القرآن (قرآن کی عظیم سورة) سبع مثانی اور قرآن عظیم کے الفاظ سے یاد فرمایا (بخاری)

نبی ﷺ نے فرمایا قل هو الله احد یعدل ثلث القرآن (صحیحین) سورة قل هو الله تہائی قرآن کے برابر ہے

نبی ﷺ نے فرمایا الم تر آیات انزلت اللیلة لم یر مثلهن قط قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس . (عن عقبه بن عامر .... مسلم) معوذتین بے نظیر سورتیں ہیں

جو آج رات نازل ہوئیں۔

اسی طرح آپؐ نے ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق اذا زلزلت کو نصف قرآن. قل ھو اللہ کو ثلث قرآن اور قل یا ایھا الکافرون کو ربع قرآن قرار دیا۔

قل شریف کا ختم شریف

قراءۃ الکافرون الی الاخر مع الجمع مکروھۃ لانھا بدعۃ لم تنقل عن الصحابۃ ولا عن التابعین رضی اللہ عنھم (ص ۳۱۷) قل یا یھا الکافرون سے لے کر آخر سورۃ تک اجتماعی شکل میں پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے صحابہؓ اور تابعینؒ سے ثابت نہیں۔

مناقب بزرگان

یکرہ ان یختم القرآن فی یوم واحد ولا یختم فی اقل من ثلاثۃ ایام تعظیما لہ (ص ۳۱۷) ایک دن میں قرآن ختم کرنا مکروہ ہے تعظیماً تین دن سے پہلے ختم نہیں کرنا چاہیے۔

ایصال ثواب کی محفلیں

ویکرہ للقوم ان یقروا القرآن جملۃ لتضمنھا ترک الاستماع والانصات المامور بھما (ص ۳۱۷) اجتماعی شکل میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس طرح سننے اور خاموش رہنے کے حکم پر عمل نہیں ہوسکتا۔

والذین آمنوا اشد حبا للہ

النظر فی کتب اصحابنا من غیر سماع افضل من قیام لیلۃ .(ص ۳۱۸) ہمارے علماء کی کتابوں (مثلاً فتاویٰ عالمگیری وغیرہ) کو صرف دیکھ لینا ہی قیام اللیل سے افضل ہے۔

بحق نبیؐ و فاطمہؓ

ویکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان وکذا بحق انبیاءک واولیاءک او بحق البیت او المشعر الحرام لانہ لاحق للمخلوق علی

اللہ تعالیٰ (ص ۳۱۸) دعا میں کسی کا حق نہیں جتلانا چاہیے بحق انبیاء بحق اولیاء بحق بیت اللہ یا بحق مشعرالحرام کہنا مکروہ ہے اس لیے کہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں۔

ختم قرآن کے موقع پر دعا

الدعاء عند ختم القرآن فی شهر رمضان مکروه (ص ۳۱۸) ماہ رمضان میں ختم قرآن کے وقت دعا کرنا مکروہ ہے۔

باقی سب کچھ منقول ہے

یکره الدعاء عند ختم القرآن بجماعة لان هذا لم ینقل عن النبی صلی الله علیه وسلم (ص ۳۱۸) ختم قرآن پاک کے وقت مل کر دعا کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ نبی علیہ السلام سے منقول نہیں۔

یہ منظوم دعائیں

ینبغی ان یدعو بما یحضره ولا یستظهر الدعاء لان حفظ الدعاء یذهب برقة القلب (ص ۳۱۸) دعا بے ساختہ مانگنی چاہیے ،رٹے ہوئے کلمات نہیں دہرانے چاہئیں۔ کیونکہ اس طرح خشوع نہیں پیدا ہوتا۔

تضحیک

سئل ابراهیم عن تکبیر ایام التشریق علی الاسواق والجهر بها قال ذلک تکبیر الحوکة (ص ۳۱۹) ابراہیم سے ایام تشریق کی تکبیروں کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا انہیں بازاروں میں بالجہر کہنا جائز ہے تو انہوں نے جواب دیا یہ تو جولاہوں کا کام ہے، حالانکہ یہ ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے (بخاری)

نعرہ رسالت

رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ مکروه (ص ۳۱۹) قرآن اور واعظ سن کر آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔

حق

وما يفعله الذين يدعون الوجد والمحبة لا اصل له

(ص ۳۱۹) وجد اور محبت کے نام سے لوگ جو حرکات کرتے ہیں اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔

روضہ مبارک کی شبیہ

كره بعض مشائخنا النقوش على المحراب وحائطه القبلة لان ذلک یشغل قلب المصلی (باب ۵ ص ۳۱۹) ہمارے بعض مشائخ نے محراب اور سامنے والی دیوار پر نقش و نگار کرنے کو مکروہ فرمایا ہے کیونکہ نمازی کا دل ادھر متوجہ ہو جاتا ہے۔

مساجد میں نقش و نگار

ان نقش الحيطان مكروه قل ذلک او كثر

(ص ۳۱۹) دیواروں کو منقش کرنا مکروہ ہے کم ہو یا زیادہ۔

اما نقش السقف فالقليل يرخص فيه والكثير مكروه. (ص ۳۱۹) چھت پر مینا کاری معمولی ہو تو رخصت ہے زیادہ مکروہ ہے۔

یہ متقی لوگ

اذا غصب ارضا فبنى فيها مسجدا او حماما او حانوتا فلا بأس بالصلوة فی المسجد والدخول فی الحمام للاغتسال وفی الحانوت للشراء (ص ۳۲۰) کسی کی سفید زمین (گھر نہیں) چھین کر اس پر مسجد یا حمام یا دوکان تعمیر کرے تو مسجد میں نماز پڑھنا حمام میں داخل ہو کر نہانا اور دوکان سے سودا خریدنا جائز ہے۔

مسجد یا پہاڑیوں کا کیمپ

اهل محلة قسموا المسجد وضربوا فيه حائطا ولكل منهم امام على حدة ومؤذنهم واحد لا بأس به الاولى ان يكون لكل طائفة مؤذن (ص ۳۲۰) اہل محلہ مسجد کو تقسیم کر لیں اور اس میں دیوار بنا کر حد بندی کر لیں اور پھر سب کا علیحدہ علیحدہ امام ہو اور مؤذن سب کا ایک ہو تو یہ جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مؤذن بھی سب کا الگ الگ

ہو۔

مسجد میں گفتگو

الجلوس فی المسجد للحدیث لا یباح بالاتفاق وفی خزانۃ الفقہ ما یدل علی ان الکلام المباح من حدیث الدنیا فی المسجد حرام (ص ۳۲۱) مسجد میں باتوں کیلئے بیٹھنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ خزانہ فقہ میں ہے کہ دنیا کی جائز باتیں بھی مسجد میں حرام ہیں۔

مسجد کی چھت

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ (ص ۳۲۲) کسی بھی مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔

ان دو منزلہ اور سہ منزلہ مسجدوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ادب والے

اذا کتب اسم اللہ تعالیٰ علی کاغذ ووضع تحت طنفسۃ یجلسون علیہا فقد قیل یکرہ و قیل لا یکرہ (۳۲۲) کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھ کر بچھونے کے نیچے رکھ دے جس پر لوگ بیٹھتے ہوں تو کہا گیا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔

ٹشو پیپر

عن الامام انہ کان یکرہ استعمال الکواغذ فی ولیمۃ لیمسح بہا الاصابع و کان لیشدد فیہ ویزجر عنہ زجرا بیغا (ص ۳۲۲) دعوت ولیمہ میں انگلیاں صاف کرنے کیلئے کاغذ کے استعمال کو امام صاحب نے مکروہ جانا ہے۔ وہ اس معاملہ میں بہت سختی برتتے تھے اور اس سے ڈانٹتے تھے

مظلوم قرآن

رجل امسک المصحف فی بیتہ ولا یقرا قالوا ان نوی بہ الخیر والبرکۃ لا یاثم بل یرجی لہ (ص ۳۲۲) پڑھنے کیلئے نہیں صرف خیر و برکت کی نیت سے گھر میں قرآن رکھ چھوڑا تو ثواب ہوگا۔ طاقوں میں سجایا جاتا ہوں۔

تین گدھے

اذاحمل المصحف اوشئیاء من کتب الشریعۃ علی دابۃ فی جو الق ورکب صاحب الجوالق علی الجوالق لایکرہ (ص ۳۲۲) قرآن مجید یادیگر اسلامی کتابوں کو بوریوں میں بھر کر جانور پر لادا اور بوریوں کے اوپر سوار ہو گیا تو یہ جائز ہے۔

ورنہ نہیں

رجل وضع رجلہ علی المصحف ان کان علی وجہ الاستخفاف یکفر والافلا (ص ۳۲۲) آدمی نے اپنا پاؤں قرآن مجید کے اوپر رکھا۔ اگر بے ادبی کی نیت سے ہو تو کافر ہے ورنہ نہیں۔

پاکٹ سائز

یکرہ ان یصغر المصحف وان یکتبہ بقلم رفیق (ص ۳۲۳) قرآن مجید کا چھوٹا سائز تیار کرنا اور اسے باریک قلم سے لکھنا مکروہ ہے۔

صحابہؓ کو تو معاف کردو

کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما یقول الاولیٰ ان ینظر الی فرج امراتہ وقت الوقاع لیکون ابلغ فی تحصیل معنی اللذۃ (باب ۸ ص ۲۲۸) حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے مجامعت کے وقت اپنی بیوی کی شرمگاہ کو دیکھنا چاہیے تاکہ پوری لذت حاصل ہو۔

جس کا کام اسی کو ساجے

قال ابو یوسف سالت ابا حنیفۃؒ عن رجل یمس فرج امراتہ وھی تمس فرجہ لتحرک آلتہ ھل تریٰ بذٰلک باسا قال لاوارجوان یعطی الاجر (ص ۳۲۸) ابو یوسف کہتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا اگر شہوت دلانے کیلئے میاں بیوی ایک دوسرے کی شرمگاہ کو ہاتھ لگائیں تو گناہ تو نہیں، فرمایا نہیں بلکہ امید ہے کہ ثواب ہوگا۔

بے غیرت ولا بأس للرجل ان ينظر من امه وابنته البالغة واختـه وكـل ذى رحـم محـرم منـه كـالجدات والاولا دواولادالا ولادوالعمات والخالات الىٰ شعـر هـا وصـدر هـا وذوائبها وثديها وعضدها وساقها ولا ينظر الى ظهرهـا وبطنهـا ولا الىٰ مابين سرتها الى ان يجاوزالركبة وكذا الى كل ذات محرم برضـاع اومصاهرة كزوجة الاب والجدوان علاوزوجة بن الابن واولاد الاولاد وان سفلوا وابنته المراة المدخول بها ---وان كـانت حرمة المصاهرة بالزنى قال بعضهم لايثبـت فيهـا اباحة النـظـر والمـس وقـال شـمـس الائمتـه السرخسي تثبت اباحة النظروالمس لثبوت الحرمة المؤبدة -----وهو الصحيح وما حل النظر اليه حل مسه ونظره وغمزه من غير حائل (ص ۳۲۸) انسان اپنی ماں، جوان بیٹی بہن دیگر تمام محارم مثلاً دادی ،نانی، پوتی،نواسی، پھوپھی اور خالہ کے بال،سینہ،زلفوں، پستان اور پنڈلی کو دیکھ سکتا ہے پیٹھ۔ پیٹ اور ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت تک نہ دیکھے۔اسی طرح رضاعی محارم کے مذکورہ جسمانی حصص بھی دیکھ سکتا ہے،اوراسی طرح سسرالی محارم کے جیسے باپ یا دادے یا نانے کی بیوی، پوتے یا نواسے کی بیوی مدخولہ عورت کی بیٹی۔زنا کرنے سے عورت کے جو رشتہ دار اس پر حرام ہوتے ہیں (جیسے اس کی ماں یا اس کی بیٹی) ان کے جسم کے مذکورہ بالا حصوں کو دیکھنا اورانہیں چھونا بعض کے نزدیک جائز نہیں لیکن شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہے کہ نہ صرف دیکھنا جائز ہے بلکہ چھونا بھی جائز ہے اور یہی صحیح ہے یاد رہے مذکورہ عورتوں کے جسم کے حصوں کو (جن میں پنڈلیاں اور پستان بھی شامل ہیں) دیکھنا جائز ہے انہیں بغیر کسی حائل کپڑے کے یعنی برہنہ کر کے ہاتھ لگانا اور ٹٹولنا بھی جائز ہے۔استغفراللہ

بیگانی لونڈی واما النظر الى امة الغير فهو كنظره الى ذوات محارمه ----لا ينـظـر الـى مـا بين سـر تهـا الىٰ ركبتهـا ولا بـأس بـالـنظر الى ماوراء ذلك (ص ۳۲۸) بیگانی لونڈی کو دیکھنا محارم کو دیکھنے کی طرح ہے۔ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہ دیکھے باقی

صلائے عام ہے۔یعنی ناف سے گھٹنے تک کے حصے کو مستثنیٰ کرکے جس طرح انسان ماں، بہن، اور بیٹی وغیرہ کا سب کچھ دیکھ سکتا ہے اسی طرح غیر کی لونڈی کا بھی دیکھ سکتا ہے۔

ہاتھ لگا کر

وکل ما یباح النظر الیه من اماء الغیر یباح مسه اذا امن الشهوة (ص ۳۲۹) مستثنیٰ حصے کو چھوڑ کر بیگانی لونڈیوں کو نہ صرف دیکھنا بلکہ ان کی ساری چیزوں کو ہاتھ لگانا بھی جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔

یہ شرط کمال "تقویٰ" پر دلالت کرتی ہے۔

کنار

وعند بعض مشائخنا لیس له ان یعالجها فی الارکاب والانزال والاصح انه لا بأس به (ص ۳۲۹) ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک اسے سواری پر چڑھانے اتارنے میں مدد نہ دے۔صحیح یہ ہے کہ کوئی حرج نہیں۔

نظر بازی

اما النظر الی الاجنبیات فنقول یجوز النظر الی مواضع الزینة الظاهرة منهن وذلک الوجه والکف (۳۲۹) اجنبی عورتوں کے ظاہری مقامات زینت کو دیکھنا جائز ہے یعنی چہرے اور ہاتھ کو

پاؤں بھی

یجوز النظر الی قدمها ایضا (ص ۳۲۹) پاؤں پر نظر ڈالنا بھی جائز ہے۔

بانہیں بھی

عن ابی یوسف انه یجوز النظر الی ذراعیها ایضا عند الغسل والطبخ (ص ۳۲۹) ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ نہاتے اور پکاتے وقت انکے بازوؤں کو دیکھنا بھی جائز ہے

دانت بھی کذلک یباح النظر الی ثنایاھا (ص ۳۲۹)

دانتوں کو دیکھنا بھی جائز ہے۔

پنڈلیاں بھی کذلک یباح النظر الی ساقھا (ص ۳۲۹) اسی

طرح انکی پنڈلی کو دیکھنا بھی جائز ہے۔

مصافحہ بھی ان کانت لا تشتھی لاباس

بمصافحتھا و مس یدھا (ص ۳۲۹) اگر جوانی ڈھل چکی ہو تو ان سے مصافحہ میں کوئی حرج نہیں۔

معانقہ لا باس بان یعانق العجوز من وراء الثیاب

(ص ۳۲۹) عمر رسیدہ عورت سے کپڑوں سمیت معانقہ جائز ہے۔

زلفیں لاباس بالنظر الی شعر الکافرۃ (ص ۳۲۹) غیر مسلم عورت

کے بال دیکھنا جائز ہیں۔

عمامہ شریف پر اصرار ولاباس بلبس القلانس وقد صح

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبسھا (باب ۹ ص ۳۳۰) ٹوپی پہننا جائز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم سے اس کا پہننا ثابت ہے۔

ریشمی چادر لیس القعود الحریر والدیباج کاللبس فی الکراھۃ

(ص ۳۳۱) خالص ریشم پہننا مکروہ ہے اس پر بیٹھنا مکروہ نہیں۔

ریشمی لباس

قال محمد لا باس بالخز اذالم یکن فیه شهرة والا فلا خیر فیه (ص ۳۳۱) ریشم کا استعمال شہرت کیلئے نہ ہوتو حرج نہیں۔ شہرت کیلئے پہننے میں خیر نہیں۔

ریشمی پردے

ولا باس لبستر الحریر وتعلیقه علی الباب (ص ۳۳۱) دروازے پر ریشمی پردہ لٹکانا جائز ہے۔

ریشمی تکیہ، ریشمی بستر

ہدایہ میں لکھا ہے ولا باس بتوسده والنوم علیه عند ابی حنیفة (ج ۴ کتاب الکراهیة ص ۴۸۷) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ریشمی تکیے سے ٹیک لگانا اور ریشمی بستر پر سونا جائز ہے۔

بے قبائیں

تقصیرا لثیاب سنة واسبال الازاروالقمیص بدعة (ص ۳۳۳) لباس میں اختصار سنت ہے۔ تہبند اور قمیض میں لمبائی بدعت ہے۔

جھوٹ بولنا جائز

رجل قال لاخرکم اکلت من تمری فقال خمسة وهو قد اکل العشرة لایکون کاذبا وکذا لو قال بکم اشتریت هذا الثوب فقال بخمسة وهو قد اشتری لعشرة لا یکون کاذبا (باب نمبر ۱۱ ص ۳۳۹) کوئی پوچھے تو نے میری کتنی کھجوریں کھائیں تو جواب دے پانچ حالانکہ اس نے دس کھائی ہوں تو وہ جھوٹا تصور نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی پوچھے تو نے یہ کپڑا کتنے میں خریدا ہے وہ کہے پانچ کا حالانکہ اس نے دس کا خریدا ہوتو جھوٹا نہیں ہوگا۔

مردار کا دودھ

البیضة اذا خرجت من دجاجة میتة اکلت وکذا اللبن الخارج من ضرع الشاة المیتة (ص ۳۳۹) مردہ مرغی کا انڈا اور مردہ بکری

کا دودھ کھانا پینا حلال ہے۔

کیڑے

اکل دود القز قبل ان ینفخ فیہ الروح لاباس بہ (ص ۳۳۹) جان پڑنے سے پہلے ریشم کے کیڑوں کو کھانا جائز ہے۔

اکل دود الزنبور قبل ان ینفخ فیہ الروح لا باس بہ (ص ۳۳۹) بھڑ (بھونڈ) کے کیڑے جان پڑنے سے پہلے کھانے حلال ہیں۔

ہوٹل اور بیکری والوں کی موج

یجوز اکل مرقۃ یقع فیہا عرق الادمی اونخامہ او دمعہ (۳۳۹) شوربے میں آدمی کا پسینہ، بلغم یا آنسو گر پڑیں تو اسے کھانا جائز ہے۔

محکمہ آب کاری توجہ فرمائے

وکذا الماء اذا غلب وصار مستقذرا طبعا (ص ۳۳۹) اسی طرح پانی کا معاملہ ہے جب اس کا پانی ہونا غالب ہو اور طبعاً اس سے نفرت ہوتی ہو یعنی اس میں بلغم وغیرہ تیر رہی ہو تو اسکے پینے میں کوئی حرج نہیں۔

گُر

امرأۃ تطبخ القدر فدخل زوجہا بقدح من الخمر فصب فی القدر فصبت المراۃ فی القدر خلاحتی صارت المرقۃفی الحموضۃ کالخل لاباس بہ (ص ۳۳۹) عورت ہنڈیا پکاتی تھی۔ اس کا خاوند شراب کا پیالہ لئے داخل ہوا اور شراب ہنڈیا میں انڈیل دی۔ عورت نے ہنڈیا میں سرکہ ڈال دیا۔ شوربہ ترشی میں سرکہ کی مانند ہو گیا تو وہ حلال ہے

(جزاکم اللہ)

خاک شفا

الطین الذی یحمل من مکۃ ویسمی طین حمزہ ھل الکراھیۃ فیہ کالکراھیۃ فی اکل الطین علی ما جاء فی الحدیث قال الکراھیۃ فی الجمیع متحدۃ (ص ۳۴۰) شمس الائمہ حلوئی سے سوال ہوا، مٹی جو مکہ سے لائی جاتی

ہے جسے لوگ حمزہ کی مٹی بولتے ہیں کیا وہ بھی حدیث کے مطابق عام مٹیوں کی طرح کھانی مکروہ ہے تو فرمایا کراہت سب میں یکساں ہے۔

کرسیوں کا کرایہ

لاباس بالشرب قائما (ص ۳۴۱) کھڑے ہوکر پانی وغیرہ پینے میں کوئی حرج نہیں۔

فقہ شریف

قطرۃ من خمر وقعت فی د ن الخل لا یحل شربہ الا بعد ساعۃ ولو صب کوز من خمر فی دن الخل ولا یوجد لہ طعم ولا رائحۃ یحل شربہ فی الحال (ص ۳۴۱) شراب کا قطرہ سرکے کے مرتبان میں جا پڑا تو اسے فوراً نہیں بلکہ ایک ساعت ٹھر کر پینا چاہیے۔ اور اگر شراب کا پورا جگ سرکے کے مرتبان میں بہا دیا جائے تو اگر اس کا ذائقہ اور بو نہ محسوس ہو تو اسے ابھی اور اسی وقت پینا جائز ہے۔

سب کچھ ہضم

ان الشیخ ابا القاسم الحکیم کان یاخذ جائزۃ السلطان وکان یستقرض لجمیع حوائجہ وما یاخذ من الجائزۃ یقضی بھا دیونہ والحیلۃ فی ھذہ المسائل ان یشتری نسیئۃ ثم ینقد ثمنہ من ای مال شاء وقال ابو یوسفؒ سالت ابا حنیفۃؒ عن الحیلۃ فی مثل ھذا فاجابنی بما ذکرنا (باب ۲۲ ص ۳۴۲) شیخ ابو قاسم حکیم بادشاہ سے وظیفہ لیتے تھے اور وہ اپنی ضروریات قرضوں سے پوری کر کے وظیفہ سے قرضے اتار دیتے تھے۔ ویسے معاملات میں حیلہ یہی ہے کہ انسان ادھار سودا خرید ے پھر جس قسم کے مال سے چاہے قرض دور کرے (یعنی رشوت اور سود وغیرہ سے) ابو یوسفؒ نے کہا میں نے امام ابو حنیفہؒ سے ایسے معاملے میں حیلہ دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں مزکورہ بالا جواب دیا۔

چنانچہ احمد رضا خاں صاحب سے کسی نے پوچھا طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگوائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

تو آپ نے جواب دیا اس مال کی شیرینی پر فاتحہ پڑھنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کیلئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں۔ اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے حرام مال سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا۔ کما نص علیه فی الهندیة وغیرها ۔یعنی جیسے فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے (احکام شریعت ص ۱۴۴)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی۔ دیوبندی ایک بینک ملازم کو اس کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں؟

بینک کا سارا نظام سود پر چل رہا ہے اور سود ہی میں سے ملازمین کو تنخواہ دی جاتی ہے اس لیے یہ تو جائز نہیں۔ میں نے یہ تدبیر بتلائی تھی کہ ہر مہینے کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر کا خرچ چلایا جائے اور بینک کی تنخواہ قرض میں دے دی جائے۔ (ہفت روزہ ختم نبوت ۱۱ تا ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

جیسے پانی میں دودھ

قیل له لو ان فقیرا یا خذ جائزة السلطان مع علم ان السلطان یاخذ ها غصبا ایحل له قال ان خلط ذٰلک بدراھم اُخریٰ فانه لاباس به وان دفع عین المغصوب من غیر خلط لم یجز (ص ۳۴۲) ابوبکر سے پوچھا گیا غریب آدمی بادشاہ سے وظیفہ لے یہ جانتے ہوئے کہ وہ مال ظلم سے حاصل کیا گیا ہے کیا اس کے لئے حلال ہے تو کہا اگر بادشاہ اس میں کچھ دوسرے درہم ملا کر دیتا ہے تو حلال ہے اور اگر عین ظلم و غصب سے حاصل کیا ہوا مال اسے دیتا ہے تو پھر حلال نہیں۔

راگ رنگ کی محفلیں

من دعی الی ولیمة فوجد ثمه لعبا اوغناء فلا باس ان یقعد ویا کل فان قدر علی المنع یمنعهم وان لم یقدر صبر (ص ۳۴۳) ولیمہ کی دعوت ملی وہاں لہو ولعب اور گانے کا پروگرام ہے تو بیٹھ کر کھا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر منع کر سکتا ہے تو کرے ورنہ صبر سے کام لے۔

ہدایہ میں اس عبارت کے بعد لکھا ہے قال ابو حنیفہ ابتلیت بھذا مرۃ فصبرت وھذا لان اجابۃ الدعوۃ سنۃ قال علیہ السلام من لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم فلا یترک کما ان اقترنت بہ من البدعۃ من غیرہ(اخیرین کتاب الکراھیۃ(ص ۳۸۶) امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں میرے ساتھ ایسا عارضہ پیش آ گیا تھا تو میں نے صبر کیا اس لیے کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے نبی ﷺ کا ارشاد ہے جس نے دعوت نہ قبول کی اس نے میری نافرمانی کی لہذا ایک جائز دعوت اگر کسی بدعت پر مشتمل ہو تو اسے چھوڑنا نہیں چاہیے۔

مونچھوں کو تاؤ دے کر

اجابۃ الدعوۃ واجبۃ او مندوبۃ فلا یمتنع بمعصیۃ اقترنت بھا (ص ۳۴۳) دعوت قبول کرنا واجب یا مستحب ہے اس میں کسی معصیت کی وجہ سے پیچھے نہ رہے۔

تیجا

حمل الطعام الی صاحب المصیبۃ والا کل معھم فی الیوم الاول جائز لشغلھم بالجھاز و بعدہ یکرہ(ص ۳۴۳) ماتم کے پہلے روز میت والے گھر میں کھانا لے جانا اور ان کے ساتھ مل کر کھا لینا جائز ہے اس لیے کہ وہ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں۔ بعد میں مکروہ ہے۔

جشن ماتم

ولا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلاثۃ ایام فی ایام المصیبۃ (ص ۳۴۴) ماتم کے تین دنوں میں مہمانی مکروہ ہے۔

کاغذ چننے والے مولوی صاحب

نثر الدراھم والدنانیر والفلوس التی کتب علیھا اسم اللہ تعالیٰ مکروہ عند البعض وقیل غیر مکروہ وھو الصحیح (باب ۱۳ ص ۳۴۵) درہم و دینار اور پیسے لٹانا جن پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو مکروہ ہے اور

بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔

کلمہ شریف تکلم المشائخ فی نثر الدراهم والد نانیر والفلوس کانت علیها کلمة الشهادة بعضهم لم یکرهوا ذلک وهو الصحیح (ص ۳۴۵) بعض مشائخ نے کلمہ شہادت لکھے ہوئے سکوں کو لٹانے میں حرج نہیں سمجھا۔ یہی مسئلہ صحیح ہے

چھوارے لا باس بنثر السکر والدراهم فی الضیافة و عقدالنکاح (ص ۳۴۵) شادی وغیرہ کی تقریب میں شیرینی اور پیسے لٹانا جائز ہے۔

کفار و مشرکین کا مسجد حرام میں داخلہ جائز لا باس بدخول اهل الذمة المسجد الحرام وسائر المساجد وهو الصحیح (باب ۱۴ ص ۳۴۶) غیر مسلم شہریوں کا مسجد حرام سمیت تمام مسجدوں میں داخلہ جائز ہے۔

مشائخ طریقت ولا یلتفت الی حال الجماعة الذین قعدوا فی المساجد والخانقاهات وانکروا الکسب واعینهم طامحة وایدیهم مادة الی ما فی ایدی الناس یسمون انفسهم المتوکلة ولیسوا کذلک (باب ۱۵ ص ۳۴۹) نہایت گھٹیا ہیں وہ لوگ جو محنت چھوڑ کر مسجدوں اور خانقاہوں میں ڈیرے جما لیتے ہیں۔ ان کی آنکھیں لالچی ہوتی ہیں اور ان کے ہاتھ لوگوں کے سامنے دراز ہوتے ہیں یہ اپنے آپ کو متوکل کہتے ہیں حالانکہ وہ ایسے نہیں ہوتے۔

"فقیری لائن" ویکره ان یجتمع قوم فیعتزلوا الی موضع ویمتنعوا عن الطیبات یعبدون الله تعالی ویفرغون انفسهم لذلک وکسب الحلال ولزوم الجماعة والجماعات فی الامصار احب والزم (ص ۳۴۹) یہ بات مکروہ ہے کہ کچھ

لوگ الگ تھلگ ہوکر ایک جگہ جمع ہو جائیں۔رزق حلال سے اجتناب کریں اور اپنے آپ کو عبادت الٰہی کیلئے وقف کردیں۔حلال کمائی کرنا اور شہروں میں رہ کر جمعہ و جماعات میں شامل ہونا زیادہ محبوب اور لازم ہے۔(باب ۶۱ص ۳۵۰)

قبر کے اردگرد

واذا اراد الدعاء یقوم مستقبل القبلة (باب ۱۶ ص ۳۵۰) (قبر کے پاس) دعا مانگنا چاہے تو قبلہ رو کھڑا ہو جائے۔

قبر پر ختم قرآن

لاباس ان یقرأ علی المقابر سورة الملک سواء اخفی او جهر واما غیرها فانه لا یقرأ فی المقابر ولم یفرق بین الجهر والخفیة (ص ۳۵۰) قبرستان میں سورہ ملک کے سوا کچھ تلاوت کرنا مکروہ ہے۔جہری خفی کا کوئی سوال نہیں۔قول ابوبکر محمد بن ابراہیمؒ

کرایہ پر؟

لو مات رجل واجلس وارثه علی قبره من یقرا الاصح انه یکره (ص ۳۵۰) مرنے والے کی قبر پر اس کا وارث کسی کو قرآن خوانی کیلئے بٹھا دے تو صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔قول محمدؒ۔

قبر کا بوسہ

ولا یمسح القبر ولا یقبله فان ذلک من عادة النصاری ولاباس بتقبیل قبر والدیه (ص ۳۵۱) قبر کو ہاتھ نہ لگائے نہ اسے بوسہ دے۔یہ عیسائیوں کی عادت ہے۔والدین کی قبر چوم سکتا ہے۔

ہدایہ میں لکھا ہے ویکره ان یقبل الرجل فم الرجل او یده او شیاء منه نقه وذکر الطحاوی ان هذا قول ابی حنیفه و محمد . (ج۴ کتاب الکرهیة ص ۳۹۶) آدمی کا آدمی کے منہ کو یا اس کے ہاتھ یا اس کی کسی بھی چیز کو بوسہ دینا یا اس سے معانقہ کرنا امام ابوحنیفہؒ اور محمدؒ کے

نزدیک مکروہ ہے۔

قبروں پر چلنا

رخص بعض العلماء المشی علی القبور قالوا یمشی علی سقف القبر (ص ۳۵۱) بعض علماء نے قبروں کے عین اوپر چلنے کو جائز رکھا ہے۔

"داتا دربار"

ولو اتخذ کا شانة لید فن فیها موتی کثیرة یکره ایضا لان البناء علی المقابر یکره ۔قبروں پر عمارت بنانا مکروہ ہے۔

کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کیلئے

وضع الورد والریاحین علی القبور حسن وان تصدق بقیمته الورد کان احسن (ص ۳۵۱) گلاب اور موتیا وغیرہ کے پھول ------- قبروں پر ڈالنا اچھی بات ہے تاہم اگر پھولوں کی قیمت صدقہ کر دے تو زیادہ بہتر ہے۔

یہ قوالیاں

اسماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیه والجلوس علیه وهو والغناء والمزامیر سواء (ص ۴۵۲) سماع، قوالی اور رقص جسے ہمارے زمانے میں جعلی صوفیوں نے شروع کر دیا حرام ہے ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے گانے اور آلات موسیقی کا بھی یہی حکم ہے۔

اور شطرنج؟

وکل لهو ما سوی الشطرنج حرام بالاجماع (باب ۱۷ ص ۳۵۲) شطرنج کے سوا ہر کھیل بالاجماع حرام ہے۔

شطرنج بازوں پر سلام

وان لم یقامر لم تسقط عدالته وتقبل شهادته ولم یر ابو حنیفة بالسلام علیهم بأسا (ص ۳۵۲) اگر شطرنج کے ساتھ

جوانہ کھیلے تو اس کی عدالت ساقط نہیں ہوگی اور اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور امام ابوحنیفہؒ نے شطرنج کھیلنے والوں پر سلام کہنے کو جائز رکھا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا من لعب بالنرد شیر فکانما صبغ یده فی لحم خنزیر ودمه (عن بریدة بن الحصیب الاسلمی . مسلم) جس نے نردشیر کے ساتھ کھیلا گویا اس نے خنزیر کے گوشت اور خون کے ساتھ ہاتھ رنگے۔

اور شطرنج کے بارے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں انه شر من النرد (مسنداحمد) کہ یہ نردشیر سے بھی زیادہ بُرا کھیل ہے۔

نیز تفسیر ابن کیثر میں لکھا ھے ونص علی تحریمه مالک و ابو حنیفة واحمد و کرهه الشافعی (ج ۲ ص ۹۳۲) ائمہ ثلاثہ نے اسے حرام اور امام شافعی نے اسے مکروہ فرمایا ہے۔

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام (بیهقی) جس نے اہل بدعت کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرانے میں مدد دی۔

عورت کا دودھ

ولا بأس بان یسعط الرجل بلبن المرأة ویشربه للدواء و فی شرب لبن المرأة للبالغ من غیر ضرورة فیه اختلاف المتاخرین (ص ۳۵۵) علاج کے لیے عورت کے دودھ کی نسوار لینے اور پینے میں کوئی حرج نہیں۔ بلاوجہ بالغ انسان عورت کا دودھ پئے تو اس میں متاخرین کا اختلاف ہے یعنی کسی کے نزدیک جائز ہے اور کسی کے نزدیک نہیں۔

شراب سے علاج

لو ان مریضا اشار الیه الطبیب بشرب الخمر روی عن جماعة من ائمة بلخ انه ینظر ان کان یعلم یقینا انه یصح حل له التناول (ص ۳۵۵) اگر معالج مریض کو شراب پینے کا مشورہ دے تو اس سلسلے میں ائمہ بلخ سے روایت ہے اگر یہ

علاج یقینی ہو تو شراب پی لینا حلال ہے۔

خون اور انسانی پیشاب

یجوز للعلیل شرب الدم والبول و اکل المتیتة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان شفاءه فیه ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه (ص ۳۵۵) بیمار آدمی کیلئے بطور علاج خون، پیشاب اور مردار کا کھانا پینا جائز ہے جب مسلمان طبیب یہ بتلا دے کہ ان چیزوں میں اس کی شفا ہے اور ان کا کوئی حلال متبادل نہ مل سکے

بیٹ

واکل خرء الحمام لدواء لاباس به (ص ۳۵۵) دوا کیلئے کبوتر کی بیٹ کا کھانا جائز ہے۔

خون سے قرآن لکھنا

والذی رعف فلا یرقادمه فاراد ان یکتب بدمه علی جبهته شیاء من القرآن قال ابو بکر الاسکاف یجوز (باب ۱۸ ص ۳۵٦) نکسیر پھوٹ پڑے اور خون بند نہ ہو تو اگر اپنی پیشانی پر اپنے خون سے کچھ قرآن لکھنا چاہے تو ابوبکر اسکاف نے کہا ہے کہ یہ جائز ہے۔

تعویذ محبت جائز نہیں

ان ارادت امرأة تضع التعویذ لیحبها زوجها بعد ما یبغضها ذکر فی الجامع الصغیر ان ذلک حرام لا یحل (ص ۳۵٦) شوہر ناراض ہو جائے تو اس کو راضی کرنے کیلئے بیوی اپنے پاس تعویذ محبت رکھنا چاہے تو جامع الصغیر کے مطابق یہ حرام ہے حلال نہیں۔

سوال تو یہ ہے انہیں یہ تعویذ بنا کے کون دیتا ہے فتاویٰ عالمگیری ماننے والے یہ روحانی عامل بیوی سے محبت لگوانا تو ایک طرف رہا غیروں سے یارانے لگواتے پھرتے ہیں۔

کھوپریاں

لاباس بوضع الجماجم فی الزروع والمبطخة لدفع

ضر العین (ص ۳۵٦) نظر بد کا اثر زائل کرنے کیلئے تربوز وغیرہ کے کھیت میں سریاں اور کھوپریاں پھینکنی جائز ہیں۔

یہ سنت کی کونسی قسم ہے؟ کیا اہلسنت والجماعت کو نظر کے علاج کیلئے نبی ﷺ سے کوئی اس سے بہتر اور معقول طریقہ معلوم نہیں ہوا۔ نہ جانے یہ توہم پرستی کس مفتی کی کھوپری کے دماغ کا نچوڑ ہے۔

اسقاط

العلاج لا سقاط الولد اذا استبان خلقه کالشعر والظفر ونحوهما لا یجوز وان کان غیر مستبین الخلق یجوز واما فی زماننا یجوز علی کل حال وعلیه الفتوی (ص ۳۵٦) بچے کی تخلیق واضح ہو جائے اور اس کے بال اور ناخن وغیرہ اگ آئیں تو اس کا اسقاط جائز نہیں اگر تخلیق ابھی واضح نہ ہوئی ہو تو جائز ہے۔ مگر ہمارے زمانے میں بہر صورت جائز ہے اور اسی پر فتوے ٰ ہے

احادیث میں عزل کی گنجائش نظر آتی ہے اسقاط ثابت نہیں۔ منصوبہ بندی والے اس فتویٰ سے علمائے اہلسنت کا منہ بند کر سکتے ہیں۔

وہابی کون؟

یستحب حلق الرأس فی کل جمعة (باب ۱٦ ص ۳۵۷) ہر جمعہ کو سر منڈانا (ٹنڈ کرانا) مستحب ہے۔

شائد دماغ کی تازگی کیلئے

ولا بأس للرجل ان یحلق وسط راسه ویرسل شعره من غیر ان یفتله (ص ۳۵۷) یہ جائز ہے کہ اپنے سر کے بال درمیان سے مونڈ دے اور بالوں کو بل دیے بغیر چھوڑ دے۔

ہیئر ڈریسرز نرخنامے میں اس کی بھی فیس تحریر فرمائیں

حلق عانته بیده وحلق الحجام جائز ان غض بصره (ص ۳۵۸) زیر ناف کو اپنے ہاتھ سے صاف کرے اور حجام کے ذریعے کرنا بھی جائز ہے۔ حجام کو چاہیے کہ دھیان ایک طرف رکھے۔

ایک مشت ڈاڑھی سنت ہے

والقص سنة فيها وهو ان يقبض الرجل لحيته فا ن زاد منها على قبضته قطعه (ص ۳۵۸) ڈاڑھی کاٹنا سنت ہے آدمی کو چاہیے کہ ایک مشت سے زیادہ کاٹ دے۔

یہ سرمگیں آنکھیں

لاباس بالا ثمد للرجال باتفاق المشا ئخ ويكره الكحل الاسود بالا تفاق اذا قصد به الز ينة (ص ۳۵۸) باتفاق مشائخ مردوں کے لیے اثمد کا استعمال جائز ہے، کالا سرمہ بالاتفاق مکروہ ہے جب کہ اس سے زینت مقصود ہو۔

شیطانی بستر

قال محمدؒ ولا باس بان يتخذالرجل في بيته سريرا من ذهب او فضة وعليه الفرش من الد يباج يتجمل بذٰلک للناس من غير ان يقعد او ينا م عليه فان ذٰلک منقول عن السلف من الصحا بة والتا بعين (باب ۲۰ ص ۳۵۹) امام محمدؒ فرماتے ہیں گھر میں سونے یا چاندی کا پلنگ اور اس پر ریشمی بستر لگانا ممنوع نہیں مقصد لوگوں کو زیبائش دکھلانا ہو بیٹھنا اور سونا نہ ہو. سونے چاندی کے پلنگوں پر ریشمی بستر سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین سے ثابت ہے نبی کا ارشاد تو یہ ہے فراش للرجل وفراش لامراته والثالث للضيف والربع للشيطان (عن جابر. مسلم) ایک بچھونا آدمی کیلئے ہے ایک بچھونا اہل خانہ کیلیے ہے اور ایک مہمان کیلئے ہے باقی اس کے علاوہ جو ہے وہ شیطان کیلئے ہے۔

فتویٰ مذکورہ میں نہ جانے کس کے صحابہ وتابعین کا حوالہ دیا گیا ہے اور پھر سونے چاندی کے پلنگ اوران پر ریشمی بستر۔ یہ تو قیصر وکسریٰ کی باتیں لگتی ہیں۔

انڈے کا ایک فقہی فائدہ، ٹیوب بے بی والے توجہ فرمائیں

البكر اذا جو معت فيما دون الفرج فحبلت بان دخل الماء في فرجها فلما قرب او ان ولا دتها فزال علىرتها ببيضة او بحرف درهم لانه لا يخرج

الولد بدون ذلک (ص ۳۶۰) کنواری سے فرج کے باہر جماع کیا گیا اور وہ حاملہ ہوگئی اس طرح پر کہ پانی اس کے اندر داخل ہوگیا تو جب ولادت کا وقت قریب آئے تو انڈے سے یا درہم کے کنارے سے اس کی بکارت کو زائل کیا جائے کیونکہ اس عمل کے بغیر بچہ باہر نہیں آئے گا۔

عقیقہ کرنا مکروہ ہے

العقیقة عن الغلام و عن الجاریة

وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباحة لا سنة ولا واجبة ------ذکر محمدؒ فی العقیقة فمن شاء فعل ومن شاء لم یفعل وهذا لبشیر الی الاباحة فیمنع کونها سنته وذکر فی الجامع الصغیر ولا یعق عن الغلام ولا عن الجاریة وانه اشارة الی الکراهیة (باب ص ۳۶۲) لڑکے یا لڑکی کی طرف سے عقیقہ کرنا یعنی پیدائش کے ساتویں روز بکری ذبح کرنا اور لوگوں کی ضیافت کرنا اور بچے کی حجامت کرنا جائز ہے۔ سنت یا واجب نہیں ہے۔ امام محمدؒ نے عقیقہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ جس کا جی چاہے کرے اور جس کا جی چاہے نہ کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقط جائز ہے سنت نہیں ہے۔ الجامع الصغیر میں لکھا ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکروہ ہے۔

بدائع الصنائع ج۵ ص۱۲۷) میں بھی امام ابو حنیفہؒ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے نزدیک عقیقہ کوئی شے نہیں ہے۔ حافظ ابن حزمؒ لکھتے ہیں لم یعرف ابو حنیفة فکان ذالیت شعری اذلم یعرفها ابو حنیفة ما هذ بنکرة فطال مالم یعرف السنن (محلی ج ۷ ص ۵۲۹) امام ابو حنیفہؒ کو اگر عقیقے کا مسئلہ معلوم نہیں تو کیا ہوا۔ یہ کوئی عجب بات نہیں۔ انہیں تو کئی سنتوں کا پتہ نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے مع الغلام عقیقة فاهر یقوا عنه دما وامیطوا عنه الاذیٰ (بخاری) لڑکے کی پیدائش پر عقیقہ ہے۔ اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور گندگی دور کرو یعنی حجامت وغیرہ بناؤ۔ ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا ذکر ہے۔ وغیرہ

آداب شاہی

من سجد للسلطان علی وجه التحية او قبل الارض بين يديه لا يكفر ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة (باب ۲۸ ص ۳۶۸) جو شخص بادشاہ کو تعظیمی سجدہ کرے یا اس کے حضور زمین بوسی کرے وہ کافر نہیں ہے البتہ ارتکاب کبیرہ کی وجہ سے گنہگار ہے۔

آداب خانقاہی

وتقبيل الارض بين يدی العلماء والزهاد فعل الجهال والفاعل والراضی آثمان ----الا نحناء للسلطان او لغيره مكروه ----ويكره الانحناء عند التحية وبه ورد النهی ----تجوز الخدمة لغير الله تعالیٰ بالقيام واخذ اليدين والا نحناء ولا يجوز السجود الا لله تعالیٰ كذا فی الغرائب (ص ۳۶۹) علماء وزہاد کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا کام ہے ایسا کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں، بادشاہ یا کسی کے سامنے جھکنا مکروہ ہے۔ سلام کے وقت جھکنا مکروہ ہے اس پر نہی وارد ہوئی ہے ---- غرائب میں ہے کہ غیر اللہ کی کھڑے ہو کر تعظیم بجالانا ہاتھوں کو پکڑنا (مصافحہ کرنا) سر جھکانا جائز ہے۔ سجدہ خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں۔

اور یہ انگوٹھے چومنا

وما يفعله الجهال من تقبيل يد نفسه بلقاء صاحبه فذٰلک مكروه بالاجماع (ص ۳۶۹) یہ جاہل لوگ جو کسی سے مل کر اپنے ہاتھ کو چومتے ہیں بالاجماع مکروہ ہے۔ تو کیا یہ مذاق نبی علیہ السلام کے ساتھ جائز ہے۔

لاحول ولاقوۃ الخ

اذا ادخل الرجل ذكره فی فم امراته قد قيل يكره وقد قيل بخلافه (باب ۳۰ ص ۳۷۲) مرد اپنا ذکر اپنی بیوی کے منہ میں داخل کرے ایک قول یہ ہے کہ مکروہ ہے ایک قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے بلیو پرنٹس والوں نے انہی کتابوں سے مدد لی ہے اور پھر اوپر سے یہ دعویٰ کہ ان کتابوں کا دیکھنا عبادت اور قرآن کی تعلیم سے بھی افضل ہے۔

نیش ریاں

ثم ان العلم علی الانواع وکل ذلک عند اللہ حسن وذلک لیس کا لفقه (ص ۳۷۷) علم کی کئی قسمیں ہیں سب علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے ہیں مگر فقہ کی کوئی جوڑ نہیں۔

یہ اہلسنت ہیں

عن ابی عاصمؒ انه قال طلب الاحادیث حرفة المفالیس یعنی به اذا طلب الحدیث ولم یطلب فقهه (ص ۳۷۷) ابوعاصم فرماتے ہیں احادیث کا علم حاصل کرنا قلاشوں کا پیشہ۔ (یعنی بے کاروں کا شغل) ہے۔ ان کی بات کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی حدیث پڑھے اور اس کی فقہ نہ پڑھے۔

یہ چلہ کشیاں

النظر فی العلم افضل من قراءة قل هو اللہ احد خمسة آلاف مرة (ص ۳۷۹) (علم پر نظر ڈالنا پانچ ہزار بار قل ھو اللہ پڑھنے سے بہتر ہے۔) کوئی صاحب اس خوش فہمی میں نہ رہے کہ علم سے مراد شائد قران وحدیث کا علم ہوگا بلکہ اس سے مراد فقہ حنفی ہے درمختار مصری ج (ص ۲۹) میں ہے النظر فی کتب اصحابنا من غیر سماع افضل من قیام الیل۔ فقہ حنفی کی کتابوں کا صرف دیکھ لینا ہی رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔

موازنہ

رجل تعلم بعض القرآن ثم وجد فراغا فانه یتعلم تمام القرآن وتعلم الفقه اولی من تعلم تمام القران (ص ۳۷۹) آدمی کچھ قرآن پڑھ لے پھر اسے فراغت ہو تو باقی قرآن بھی پڑھے تاہم فقہ سیکھنا باقی قرآن سیکھنے سے افضل ہے۔

اور یہ رضاخانی گالیاں

ینبغی ان یکون قول الرجل لینا ووجهه منبسطا مع البر والفاجر والسنی والمبتدع من غیر مداهنته (ص ۳۷۹) مخاطب نیک ہو یا بد سنی ہو یا بدعتی اس کے ساتھ گفتگو کا لہجہ نرم ہونا چاہیے اور خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیے

اور یہ رویہ کسی مداہنت کی بنا پر نہ ہو۔

غیرت والے : ہدایہ میں لکھا ہے: ومن امتنع من الجزیة او قتل مسلما اوسب النبی علیه السلام اوزنی بمسلمة لم ینتقض عهده (ج ۲ کتاب اسیر ص ۵۶۴) جو ذمی (غیر مسلم شہری) جزیہ دینے سے انکار کردے یا مسلمان کو قتل کردے یا نبی ﷺ کو گالی دے یا مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کا عہد نہیں ٹوٹتا۔ یعنی اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اس کے جان و مال کی حفاظت کرے۔

کتاب الاشربه

فقہ کے فائدے لو صب الخل فی الخمر یؤکل سواء کانت الغلبة للخمر او للخل بعد ما صارحا مضا (باب ۱ ص ۴۱۰) شراب میں سرکہ ڈالا جائے تو ترش ہونے کے بعد اسے پی لیا جائے خواہ شراب غالب ہو یا سرکہ۔

پینے اور کھانے میں فرق واذا عجن الدقیق بالخمر وخبزه لا یؤکل ولو اکل لایحد (ص ۴۱۱) شراب سے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھانی چاہیے اگر کھالے تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

ان معلومات کا شکریہ واذا طرح الخمر فی مرق بمنزلة الخل وطبخ لا یوکل لان هذا مرق نجس ولو حسامنه لا یحد مالم یسکرو اذا طرح الخمر فی سمک او ملح اوخل وربی حتیٰ صار حامضا فلا بأس به (ص ۴۱۱) بطور سرکے کے شوربے کو شراب ڈال کر پکایا جائے تو اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ نجس ہے لیکن اگر

پی لے تو حد نہیں لگائی جائے گی جب تک کہ نشہ نہ ہو اور جب شراب کو مچھلی یا نمک یا سر کے میں ڈالا جائے ۔اور وہ غالب ہو۔

شرابی بکری

لو سقی شاة خمرا لایکره لحمها ولبنها (ص ۴۱۱) بکری کو شراب پلائے تو اس کا گوشت اور دودھ مکروہ نہیں ہے یعنی اس میں گندگی کھانے والی مرغی (جلادہ) کے برابر بھی کراہت نہیں۔

یہ شراب پینے پر حد نہیں

ویکره شرب دردی الخمر والانتفاع به ولو شرب منه ولم یسکر فلا حد علیه عندنا (ص ۴۱۲) نیچے بیٹھی ہوئی شراب پینا اور اس سے فائدہ حاصل کرنا مکروہ ہے اور اگر پی لے مگر نشہ نہ ہو تو ہمارے نزدیک حد نہیں۔

ان شرابوں کو تھوڑی مقدار پینے پر حد نہیں

واما ماھو حرام عند عامة العلماء فھو البازق ونقیع الزبیب والتمر من غیر طبخ والسکر فانه یحرم شرب قلیلها وکثیرها وقال اصحاب الظواهر بانه مباح شربه والصحیح قول العامة لکن حرمة هذه الاشربة دون حرمة الخمر حتّٰی لایحد شاربها مالم یسکر (ص ۴۱۲) جو شرابیں عام علماء کے نزدیک حرام ہیں مثلاً باذق (انگور کے شیرہ کی کم پکی ہوئی شراب) اور منقی اور کھجور کی بغیر پکی شراب اور سکران کا پینا حرام ہے تھوڑا بھی اور زیادہ بھی۔اصحاب ظواہر کے نزدیک مباح ہے صحیح بات ان کا حرام ہونا ہے۔لیکن ان شرابوں کی حرمت خمر کی حرمت سے کم ہے۔ان کے پینے والے پر حد نہیں جب تک نشہ میں نہ آئے۔

یجوز بیع الباذق والمنصف والسکرو نقیع الزبیب ویضمن ملفا فی قول ابی حنیفةؒ خلافا لهما والفتویٰ علی قوله فی البیع (ص ۴۱۲) باذق منصف (انگور کی شراب جو پک کر نصف رہ گئی ہو) سکر اور منقیٰ شراب کی بیع امام صاحب کے نزدیک جائز ہے انہیں تلف کرنے والا

تاوان کا ضامن ہوگا۔صاحبین نے اس سے اختلاف کیا ہے۔فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔

جان بنانے کیلئے

واما ما هو حلال عند عامة العلماء فهو الطلاء وهو المثلث ونبيذ التمر والزبيب فهو حلال شربه مادون السكر لاستمراء الطعام والتداوى وللتقوىٰ على طاعة الله تعالىٰ لا للتلهى والمسكر منه حرام وهو القدر الذى يسكر وهو قول العامة واذا اسكر يجب الحد عليه ويجوز بيعه ويضمن متلفه عند ابى حنيفةؒ وابى يوسفؒ واصح الروايتين عن محمدؒ وفى رواية عنه ان قليلا وكثيره حرام ولكن لا يجب الحد مالم يسكر (ص ۴۱۲) عام علماء (حنفیہ) کے نزدیک جو شرابیں حلال ہیں وہ ایک تو طلاء یعنی انگور کا وہ شیرہ ہے جو پک کر ایک تہائی رہ گیا ہو اور کھجور اور منقے کی نبیذ۔پس یہ شرابیں نشہ سے کم کم پینی جائز ہیں مقصد کھانا ہضم کرنا دوا کرنا اور اطاعت الٰہی کیلئے قوت حاصل کرنا ہو۔فحاشی مقصود نہ ہو، نشے کی مقدار میں پینا حرام ہے یہی عام علماء کا قول ہے۔بصورت نشہ حد واجب ہوگی۔تاہم اس کی بیع جائز ہے۔اور اسے تلف کرنے والا ضامن ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک امام محمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ تھوڑی بھی حرام ہے تاہم حد صرف نشہ میں واجب ہوگی۔

ابو یوسفی شراب

البختج هو الحميدى وهو ان يصب الماء على المثلث ويترك حتّٰى يشتد ويقال له ابو يوسفى لكثرة ما استعمله ابو يوسفؒ (ص ۴۱۳) مثلث نامی شراب میں پانی ڈال کر اسے اتنی دیر کیلئے رکھ دیا جائے کہ اس میں تیزی (نشہ) پیدا ہو جائے اسے شیخ حمیدی اور ابو یوسفیؒ بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ اسے بہت استعمال فرماتے تھے۔

نو پیالے

اذا شرب تسعة اقداح بختج من نبيذ التمر فاوجر العاشر فسكر لم يحد (باب ۲ ص ۴۱۳) کھجور کی نبیذ (یعنی شراب) کے نو پیالے پیئے

دسواں پیا تو نشہ ہوا حد نہیں لگائی جائے گی۔

شراب کی چالو بھٹیاں

التمر المطبوخ یمرس فیہ العنب والعنب غیر مطبوخ فیغلیان جمیعا قال یکرہ ولا یحد شاربہ حتّٰی یسکران کان التمر المطبوخ غالبا وان کان العنب غالبا یحد(ص ۴۱۳) کھجور کے پکے ہوئے شیرے میں انگور کا کچا رس ملایا گیا دونوں کو جوش دیا گیا۔ اس کا پینا مکروہ ہے لیکن پینے والے پر حد نہیں لگائی جائیگی جب تک نشہ نہ ہو۔ یہ اس صورت میں ہے جب کھجور کا شیرہ غالب ہو اور اگر انگور کا شیرہ غالب ہو تو پھر حد لگائی جائے گی۔

باقی سب جائز

واما الا شربۃ المتخذۃ من الشعیر والنورۃ او التفاح و العسل اذا اشتد وھو مطبوخ او غیر مطبوخ فانہ یجوز شربۃ مادون السکر عند ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ-----فان سکر من ھذہ الاشر بۃ فا لسکر و القدح المسکر حرام بالا جماع واختلفو الی وجوب الحد اذا سکر قال الفقیہ ابو جعفرؒ لا یحد فیما لیس من اصل الخمر وھو التمر والعنب کما لا یحد من البنج ولبن الرماک(ص ۴۱۴) جو مکئی، سیب اور شہد سے تیار کی گی شراب میں جب تیزی (نشہ) پیدا ہو جاے وہ پکی ہوئی ہو یا نہ پکی ہوئی ہو امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک نشہ سے کم مقدار میں اس کا پینا جائز ہے .....اگر ان شرابوں سے نشہ اور (آخری) نشہ آور پیالہ حرام ہے بالا جماع، حد میں اختلاف ہے فقیہ ابو جعفر نے کہا جو شراب اصل خمر نہ ہو یعنی کھجور یا انگور سے نہ بنی ہو اس کے پینے پر حد نہیں جیسے بھنگ یا گھوڑیوں کے دودھ پینے پر حد نہیں ہوتی۔

تھوڑی سی

فان شرب رجل ما فیہ خمر فان کان الماء غالبا بحیث لا یوجد فیہ طعم الخمر ولا ریحھاولا لو نھا لم یحد (ص ۴۱۴) آدمی پانی پیے اس میں

شراب ملی ہوئی ہو۔ اگر پانی غالب ہو اور شراب کا مزا، بو اور رنگ محسوس ہو تو حد نہیں ہے

دوا کا بہانہ

اذا عجن الدواء با لخمر تعتبر الغلبة یعنی فی حق الحد

(ص ۴۱۴) دوا شراب میں گوندھی جائے اگر شراب غالب نہ ہو تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

کتاب الجنایات

فتاویٰ عالمگیری ج ۶

لا یقتل مسلم بکافر (بخاری)

ویقتل المسلم با لذمی (باب ۲

ص ۳) مسلمان کو غیر مسلم شہری کے بدلے قتل کیا جائے۔ ابو حنیفہ سے روایت ہے سالت علیا ھل عندکم شی مسلم بکافر (بخاری ص ۱۰۲۱) میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا آپ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی کوئی علم ہے فرمایا خون بہا کا مسئلہ، قیدیوں کو چھوڑنے کا مسئلہ اور یہ کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ سوائے امام ابو حنیفہؒ کے سب کا اس پر اجماع ہے۔

قصاص سے بچنے کا طریقہ

اذا اشترک الرجلان فی قتل رجل احدھما بعصا والاخر بحدیدة فلا قصاص علی واحد منھما و یجب المال علیھما نصفان (ص ۴) دو آدمی ایک شخص کے قتل میں شریک ہوئے ہوں۔ ایک نے لاٹھی سے مارا ہو دوسرے نے تیز دھار آلے سے تو دونوں پر قصاص نہیں ہے ان دونوں کو نصف دیت ادا کرنا ہوگی۔

ڈنڈے مار کر

کل آلة تتعلق بھا الزکاة فی البھائم یتعلق بھا القصاص فی الادمی ومالا فلا یعنی لا یجب با لعض ولو ضربه با لسوط ووالی فی الضربات حتیٰ مات لا یلزمه القصاص عندنا (ص ۵) جس ہتھیار کے ساتھ جانور ذبح ہو سکتے

ہیں ایسے ہتھیار کے استعمال سے قصاص متعلق ہوتا ہے ورنہ نہیں۔دانتوں کے ساتھ کاٹنے سے قصاص واجب نہیں ہوگا۔کسی کو کوڑے کی مسلسل ضربات لگا کر مار دینے سے بھی قصاص واجب نہیں ہوگا........ پے درپے ڈنڈے مار کر مار دینے کی صورت میں بھی قصاص ہمارے نزدیک لازم نہیں ہوگا۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک بچی کا پتھر کے ساتھ سر کچل دیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو بھی دو پتھروں سے کچلوا دیا (بخاری ص ۱۰۱۶)

اس سے ثابت ہوا پتھر سے قتل کرنا بھی قتل کے حکم میں ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا **من قتل فی رمی یکون بینھم بحجارۃ اوبا لسیاط اوضرب بعصا فھو خطاء وعقلہ عقل الخطاء ومن قتل عمدافھو قود ومن حال دونہ فعلیہ لعنۃ اللہ وعضبہ لا یقبل منہ صرف ولا عد ل** (ابو داود) جو شخص اندھادھند قتل ہوجائے ایک دوسرے کو پتھر مارنے کی وجہ سے یا کوڑوں یا لاٹھی لگنے سے تو یہ قتل خطا ہے اس پر دیت واجب ہوگی اور جو قصداً قتل کیا جائے تو اس پر قصاص واجب ہوگا۔جو اس میں حائل ہو اس پر خدا کی لعنت اور غضب ہے اس کی کوئی نفلی اور فرضی عبادت قبول نہیں۔معلوم ہوا تیز دھار آلہ کے سوا قتل میں اگر ارادہ قتل شامل نہ ہو تو قصاص نہیں اور اگر ارادہ قتل ہو تو پھر یقیناً قصاص ہے۔مگر فقہ حنفی قاتلوں پر بہت مہربان معلوم ہوتی ہے۔

گلا گھونٹ کر

ولو خنق رجلا لا یقتل الاذاکان الرجل خنا قا معروفا خنق غیر واحد فیقتل سیاسۃ (ص ۵) اگر کسی کو گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو اسے بھی قتل نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ قاتل گلا گھوٹنے میں مشہور ہو اور اس نے متعدد افراد کو اس ذریعے سے قتل کیا ہو تب (شرعاً نہیں) سیاستاً اسے قتل کیا جائے۔

پانی میں ڈبو کر

من غرق انسانا بالماء ان کان الماء قلیلا لا یقتل مثلہ غالبا وترجی منہ النجاۃ بالسباحۃ فی الغالب فمات من ذلک فھو خطا

العمد عند هم جميعا واما اذا كان الماء عظيما ان كان بحيث تمكنه النجاة بالسباحة بان كان غير مشدود ولا مثقل وهو يحسن السباحة فمات يكون خطاء العمد ايضا وان كان بحيث لا تمكنه النجاة فعلى قول ابى حنيفةؒ هو خطأ العمد ولا قصاص (ص ۵) جو شخص انسان کو پانی میں غرق کرے، اگر پانی تھوڑا ہو کہ اتنے پانی سے عام طور پر آدمی کی موت نہ واقع ہوتی ہو اور بالعموم اس سے تیر کر جان بچائی جا سکتی ہو تو اگر وہ مر جائے تو یہ بالاتفاق شبہ عمد ہے اور اگر پانی زیادہ ہو لیکن تیر کر کنارے پہنچا جا سکتا ہو اور وہ شخص بندھا ہوا نہ ہو اور نہ اس پر بوجھ لدا ہو اور تیرا کی بھی جانتا ہو پھر مر جائے تو یہ بھی شبہ عمد ہے اور اگر تیر کر جان بچانا ناممکن ہو۔
تو امام صاحب کے قول کے مطابق یہ بھی شبہ عمد ہے اس پر بھی قصاص نہیں ہے۔

ہدایہ میں بھی صاف لکھا ہے من غرق صبیا او بالغافی البحر فلا قصاص عند ابی حنیفة (کتاب الجنایات ج ۴ ص ۴۸۱) جو شخص کسی بچے کو یا جوان کو دریا میں غرق کر دے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر قصاص نہیں ہے۔

ظلم کی انتہا

ولو اخذ رجل رجلا فقمطه ثم القاه فى البحر فرسب فى الماء ومات ثم طفا ميتا لا يقتل به وعليه الدية مغلظة وكذا لو غطه فى البحر او فى الفرات فلم يزل يفعل به كذلك حتى مات ولو ان رجلا طرح رجلا من سفينة فى البحر او فى دجلة وهو لا يحسن السباحة فرسب لا يقتل به عند ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ وعليه الدية وان ارتفع ساعة ثم غرق ومات فان ابا حنيفةؒ قال ليس عليه قصاص ولا دية وكذا جيد السباحة فاخذ يسبح ساعة طرح فى البحر ليتخلص فلم يزل يسبح حتى فتر وغرق ومات فلا قود ولا دية (ص ۵) ایک شخص نے ایک شخص کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں پھینک دیا اور وہ پانی میں ڈوب کر مر گیا اور اس کی لاش ابھر آئی تو قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کے ذمہ دیت مغلظہ ہوگی اس طرح قاتل اگر مقتول کو سمندر یا دریائے فرات میں

مسلسل غوطے دے دے کر مار ڈالے تو بھی اس پر قصاص نہیں دیت ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی دوسرے کو کشتی سے سمندر یا دجلہ میں پھینک دے اور وہ تیرنا بھی نہ جانتا ہو اور وہ ڈوب کر مر جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر وہ تھوڑی دیر کے لئے سطح آب پر آئے پھر ڈوب کر مر جائے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں قاتل کے ذمہ نہ قصاص ہے نہ دیت۔ اس طرح اگر تیراک کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا جائے وہ تیرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہا حتی کہ تھک کر ڈوب گیا اور مر گیا تو قاتل کے ذمہ نہ قصاص ہے نہ دیت۔

آگ میں بھون کر

لو القاه فی النار ثم اخرج و به رمق فمکث ایاما ولم یزل صاحب فراش حتی مات قتل وان کان یجئی ویذھب ثم مات لم یقتل (ص ۵) اگر قاتل نے مقتول کو آگ میں ڈالا پھر نکال لیا ابھی اس میں زندگی باقی تھی اور وہ چند دن صاحب فراش رہ کر مر گیا تو عوض میں اسے قتل کیا جائے گا اور اگر مریض چلتا پھرتا پھر مر گیا تو قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

کم کھولتے پانی میں ڈال کر

وان کان الماء حارا لا یغلی غلیانا شدیدا فالقاه فیه ثم مکث ساعة ثم مات وقد تنفط جسده ...او نضجه الما قتل به والا فلا (ص ۵) اگر پانی گرم تھا مگر تیزی سے نہیں کھول رہا تھا اس میں ایک شخص کو ڈال دیا وہ تھوڑی دیر بعد مر گیا۔ اگر اس کے جسم پر آبلے پڑ گئے ہوں یا پانی نے اس کے جسم کو پکا دیا تب تو قاتل کو قتل کیا جائے گا ورنہ صرف موت کی وجہ سے اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

ایک دم کیوں نہ مرا

وان تماثل حتی یجئی ویذھب ثم مات من ذلک لم یقتل وعلیه الدیة (ص ٦) اگر اسے افاقہ محسوس ہوا اور وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا پھر اس (ابلنے) سے مر گیا تو قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کے ذمہ دیت ہے۔

سرد پانی میں ڈال کر ولو القی رجلا فی ماء بارد فی یوم الشتاء فکزو یبس ساعة القاه فعلیه الدیة (ص ٦) موسم سرما میں ایک شخص کو ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا وہ ٹھٹھر کر مر گیا تو قاتل کے ذمہ صرف دیت ہے۔

سرد موسم وکذلک لو جردہ فجعله فی سطح فی یوم شدید البرد ولم یزل کذلک حتّٰی مات من البرد (ص ٦) اسی طرح اگر ایک شخص کو برہنہ کر کے شدید سردی میں کوٹھے پر پھینک دے اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو قاتل کے ذمے قصاص نہیں صرف دیت ہے۔

برف میں وکذٰلک لو قمطه وجعله فی الثلج (ص ٦)
اسی طرح کسی کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر برف میں ڈال دے تو بھی قاتل کے ذمہ صرف دیت ہے۔

دھوپ میں ولو ان رجلا قمط رجلا او صبیا ثم وضعه فی الشمس فلم یتخلص حتّٰی مات من الشمس فعلیه الدیة (ص ٦) آدمی یا (معصوم) بچے کے ہاتھ پاؤں باندھے اور دھوپ میں ڈال دیا، اسے رہائی نہ ملی اور وہ دھوپ کی شدت سے (تڑپ تڑپ کر فتاوٰی عالمگیری والوں کی جان کو روتا ہوا) مر گیا تو قاتل کے ذمے صرف دیت ہے قصاص نہیں۔

اوپر سے پھینک کر واذا القاہ من سطح او جبل او القاہ فی بئر فعلی قول ابی حنیفةؒ . هٰذا خطاء العمد (ص ٦) اگر کسی کو کوٹھے سے گرا دے یا پہاڑ سے دھکا دے دے یا کنوئیں میں پھینک دے تو امام صاحبؒ کے نزدیک یہ قتل بھی شبہ عمد میں داخل ہے یعنی قاتل کے ذمہ دیت ہوگی قصاص نہیں ہوگا۔

زہر دے کر

واذا سقی رجلا سما فمات من ذٰلک فان اوجره ایجارا علی کره منه او ناوله ثم اکرهه علی شربه حتّٰی شرب او ناوله من غیر اکراه علیه فان اوجره اوناوله واکرهه علی شربه فلا قصاص علیه وعلی عاقلته الدیة (ص ۶) ایک آدمی کو زہر پلا دیا اور وہ اس سے مر گیا اگر مقتول نے قاتل کے مجبور کرنے پر زہر پیا تھا۔ یا قاتل نے مقتول کو پکڑایا پھر اسے پینے پر مجبور کیا یہاں تک کہ اس نے پی لیا اسے بغیر جبر کے پکڑایا پس اگر اس نے (از خود؟) پی لیا یا قاتل نے اسے پکڑایا اور اسے پینے پر مجبور کیا تو کسی صورت میں اس کے ذمہ قصاص نہیں۔ صرف اس کے آبائی رشتہ داروں پر دیت ہے۔

دیت بھی نہیں

واذا ناوله فشرب من غیر ان اکرهه علیه لم یکن علیه قصاص ولا دیة سواء علم الشارب بکونه سما اولم یعلم ویرث منه (ص ۶) قاتل نے مقتول کو زہر کا پیالہ پکڑایا اور وہ پی گیا بغیر اس کے کہ اس نے اسے مجبور کیا ہو تو قاتل کے ذمہ نہ قصاص ہے نہ دیت۔ مقتول کو زہر کا علم ہو تب بھی نہ علم ہو تب بھی۔ بلکہ قاتل اگر مقتول کا وارث ہے تو وہ اس سے وراثت بھی پائے گا۔

بالکل بری

لو قال لاخر کل هذا الطعام فانه طیب فاکله فاذا هو مسموم فمات لم یضمن (ص ۶) کسی سے کہا یہ کھانا کھا لو یہ اچھا ہے۔ حالانکہ وہ زہر آلود تھا۔ اس نے کھا لیا تو قاتل بالکل بری ہے حالانکہ اس جرم میں نبی ﷺ نے ایک یہودیہ کو سزائے موت دی تھی۔ (ابوداؤد)

بھوکا مار کر

ولو ان رجلا اخذ رجلا فقیده وحبسه فی بیت حتّٰی مات جوعا فقال محمدؒ او جعه عقوبة والدیة علی عاقلة والفتوی علی قول ابی حنیفةؒ انه لا شی علیه (ص ۶) ایک آدمی نے ایک آدمی کو باندھ کر کسی

گھر میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ بھوکا مر گیا۔امام محمدؒ کہتے ہیں قاتل کو بطور سزا بھوکا رکھنا چاہے اور عصبہ کے ذمہ دیت ہے۔بڑے امام صاحب فرماتے ہیں قاتل کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

زندہ در گور

وان دفنه فی قبر حیا فمات یقتل به وھذا عند محمدؒ والفتوی علی ان الدیة علی عاقلته (ص ٦) اگر کسی کو زندہ در گور کر کے مار ڈالے تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے مگر فتویٰ یہ ہے کہ اس کے عصبہ کے ذمہ صرف دیت ہے (قصاص نہیں ہے)

وحشی کون

قال ابو حنیفةؒ فی رجل قمط رجلا فطرحه قدام سبع فقتله السبع لم یکن علی الذی فعل ذلک قود ولا دیة لکن یعزر (ص ٦) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں جس نے کسی کے ہاتھ پاؤں باندھے پھر اسے درندے کے آگے ڈال دیا اس درندے نے اسے چیر پھاڑ دیا تو مجرم پر نہ قصاص ہے نہ دیت بطور تعزیر کچھ سزا دی جاسکتی ہے۔

درندوں کے آگے ڈال کر

لو ان رجلا ادخل رجلا فی بیت وادخل معه سبعا واغلق علیھما الباب فاخذ الرجل السبع فقتله لم یقتل به ولا شی علیه وکذا لو نھشته حیته او لسعته عقرب لم یکن فیه شی ادخل الحیته والعقرب معه او کانت فی البیت (ص ٦) ایک آدمی کو ایک گھر میں داخل کیا اور اس کے ساتھ ایک درندہ بھی داخل کر دیا اور دروازہ بند کر دیا درندے نے آدمی کو پکڑ کر مار ڈالا تو بدلے میں قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے ذمہ کوئی دیت وغیرہ ہے۔اسی طرح اگر سانپ ڈس لے یا بچھو کاٹ دے تو بھی اس کے ذمہ کوئی شے نہیں ہے۔برابر ہے کہ یہ موذی اس کے ساتھ داخل کیے جائیں یا پہلے سے گھر میں موجود ہوں۔

شہادت میں گڑ بڑ

ولو شھدا علی رجلین انھما قتلا رجلا احدھما بسیف والاخر بعصا ولا یدریان ایھما صاحب العصا لم تجز شھادتھما (باب ۵

ص ۱٦) دو آدمی دو آدمیوں کے خلاف گواہی دیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے ایک نے تلوار کے ساتھ اور دوسرے نے لاٹھی کے ساتھ لیکن یہ امتیاز نہ کرسکیں کہ ان میں لاٹھی بردار کون تھا تو ان کی شہادت معتبر نہیں۔

سب بری

ولو كان البنون ثلاثة فاقام عبدالله بينته على زيد انه قتل الاب واقام زيد بينته على عمر انه قتله واقام عمر و بينته على عبد الله انه قتله فههنا تقبل البينات على الاتفاق ولا يجب القصاص على واحد منهم بالاتفاق (ص ۸) تین بیٹے ہوں پس عبداللہ زید کے خلاف زید عمرو کے خلاف اور عمرو عبداللہ کے خلاف دلیل قائم کرے کہ باپ کا قاتل وہ ہے۔ سب کی دلیلیں قبول کی جائیں گی۔ اور قصاص ان میں سے کسی پر لازم نہیں آئے گا۔

معصوم بچی سے زیادتی کر کے

رجل جامع صغيرة لايجامع مثلها فماتت ان كانت اجنبية تجب الدية (باب ۸ ص ۲۸) اجنبی بچی سے زنا کیا اور وہ مرگئی تو قصاص نہیں دیت واجب ہوگی۔

مقتول کی فرمائش پر

رجل امر غيره بان يقتله فقتله بسيف فلا قصاص فيه ولا تلزمه الدية (باب ۹ ص ۳۰) دوسرے آدمی سے کہا مجھے قتل کردو اس نے اسے تلوار کے ساتھ قتل کردیا تو قاتل کے ذمہ قصاص ہے نہ دیت۔

آم کے آم گٹھلیوں کے دام

ولو قال اقتل اخى فقتله والامر وارثه قال ابو حنيفةؒ استحسن ان اخذ الدية من القاتل (ص ۳۰) کسی سے کہا میرے بھائی کو قتل کردو قتل کا حکم دینے والا مقتول کا وارث ہو امام صاحب فرماتے ہیں میں قاتل سے دیت لینے کو پسند کرتا ہوں۔

توبہ توبہ

ولو قال لرجل اقتل ابی فقتله فعلی القاتل الدية لا بنه (ص ۳۰) کسی سے کہا میرے باپ کو قتل کردو اس نے اسے قتل کر دیا تو قاتل سے دیت لے کر اس کے بیٹے کو دی جاے گی۔

بچوں کے ذریعے اسمگلنگ

ولو غصب صبيا وقربه الی المهالک فهلک کان علیه دية ان کان حرا (ص ۳۴) بچہ چھینا اور اسے خطرناک مقام کے قریب کر دیا اور وہ مر گیا تو قاتل پر قصاص نہیں صرف دیت ہے بشرطیکہ وہ بچہ آزاد تھا۔

کتاب الحیل

فجر کی سنتیں

والحيلة لمن اراد ان يقضی سنة الفجر بعد ما صلی الفجر قبل ان تطلع الشمس ان يشرع فی السنة ثم يفسد ها علی نفسه ثم يشرع فی صلوة الامام فاذا فرغ الامام من الفريضة يقضيها قبل طلوع الشمس ولا يكره لانها بالافساد صارت دينا عليه وقضاء الدين فی هذا الوقت لايكره (فصل ۲ ص ۳۹۰) فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے اگر کوئی شخص فجر کی سنتوں کی قضا پڑھنا چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ یہ فجر کی سنتیں شروع کر کے توڑ دے اور امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے جماعت سے فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے سنتوں کی قضا دے لے اور یہ مکروہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ سنتیں توڑنے سے وہ اس پر قرض ہو گئیں اور قرض کی قضا اس وقت میں مکروہ نہیں ۔

زکوۃ سے بچنے کیلئے حیلہ

رجل له مائتا درهم اراد ان لا تلزمه الزكوة فالحيلة له فی ذلک ان يتصدق بدرهم قبل تمام الحول بيوم حتی يكون

النصاب ناقصافی آخر الحول او یھب ذالک الدراھم لابنہ الصغیرۃ قبل تمام الحول بیوم او یھب الدراھم کلما لابنہ الصغیرۃ او یصرف الدراھم علی اولادہ فلا تجب الزکاۃ (باب ۳ ص ۳۹۱) آدمی کے پاس پورانصاب یعنی دوسودرہم ہیں وہ زکوٰۃ سے بچنا چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ وہ سال گزرنے سے ایک دن پہلے ایک درہم صدقہ کردے تاکہ سال پورا ہونے پر اس کا نصاب ناقص رہ جائے یا سال ختم ہونے سے ایک روز پہلے ایک درہم اپنے چھوٹے بیٹے کو ہبہ کر دے یا تمام درہم اپنے چھوٹے بیٹے کو دے دے یا سارے درہم اولاد پر خرچ کردے تاکہ وہ وجوب زکوٰۃ سے محفوظ ہو جائے۔

مصنوعی ہبہ

اویھب النصاب من رجل یثق بہ ثم یرجع بعد الحول فی ھبۃ (ص ۳۹۱) یا قابل اعتماد شخص کو نصاب بخش دے پھر سال گزرنے کے بعد اپنا ہبہ واپس لوٹالے۔

سانپ مر گیا لاٹھی بچ رہی

رجل علیہ کفارۃ الیمین ولہ خادم لایجوز ان یکفر عن یمینہ بالصوم ...... ولو باع الخادم او وھبہ من انسان ثم صام ثم رجع فی الھبۃ او اقال البیع فانہ یجوز صومہ ویبقیٰ الخادم علی ملکہ فقد ھدی الی الحیلۃ (ص ۳۹۱) آدمی کے ذمہ قسم کا کفارہ ہو۔اس کے پاس ایک غلام ہو اس کی موجودگی میں وہ روزہ سے کفارہ ادا نہیں کرسکتا تو اگر وہ غلام کو بیچ ڈالے یا کسی کو ہبہ کردے پھر روزہ رکھ کر ہبہ لوٹالے یا بیع واپس کرلے تو اس کا روزہ بھی جائز ہو جائے گا اور غلام پر اس کی ملکیت بھی بحال رہے گی۔

مذاق کی کوئی حد ہوتی ہے

اذا اراد ان یؤدی الفدیۃ عن صوم ابیہ اوصلاتہ وھو فقیر فانہ یعطی منوین من الحنطۃ فقیرا ثم یستوھبہ ثم یعطیہ ھکذا الی ان یتم (باب ۴ ص ۳۹۲) باپ کے روزے یا نماز کا فدیہ دینا چاہتا ہے مگر وہ

غریب ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ کسی غریب کو دو ٹوپے گندم دے پھر اس سے واپس لے لے پھر اسے دے دے اور یہ لینے اور دینے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھے جب تک کہ فدیے کا حساب پورا نہ ہو جائے

کانوں کان خبر نہ ہو

رجل خطب امراة الی نفسها فاجابه الی ذلک وکرهت ان یعلم بذلک اولیاو ها فجعلت امرها فی تزویجها الیه یجوز هذا النکاح (فصل ۷ ص ۳۹۴) آدمی نے عورت کو نکاح کا پیغام دیا جو اس نے قبول کر لیا مگر چاہتی ہے کہ اس کے سرپرستوں کو پتہ نہ چلے پس اس نے پیغام دینے والے (دلہا) کو ہی اپنے نکاح کا وکیل مقرر کر دیا تو وہ نکاح جائز ہے۔

حلالہ کا محفوظ طریقہ

ان یقول الذی یرید التحلیل قبل ان یتزوجها ان تزوجتک وجامعتک مرة فانت طالق ثلاثا (باب ۷ ص ۳۹۵) حلالہ کرنے والا قبل از نکاح عورت سے کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں اور ایک دفعہ تجھ سے مجامعت کر لوں تو تجھے تین طلاق۔

تارِ عنکبوت

المزارعة فاسدة عند ابی حنیفةؒ خلافا لهما .... والحیلة فی ذلک حتّی یجوز علی قول الکل ان یتنازعا الی قاض یری المزارعة جائزة فیحکم بجوازها فتجوز عند الکل (باب ۲۵ ص ۴۳۱) مزارعت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ناجائز ہے صاحبین کے نزدیک جائز ہے اس بارے میں حیلہ یہ ہے کہ زمین کا مالک اور مزارع دونوں اپنا مقدمہ ایسے قاضی کے پاس لے جائیں جو مزارعت کو جائز جانتا ہو اور وہ اس کے جواز کا فیصلہ دے دے تو پھر امام صاحب سمیت سب کے مذہب میں مزارعت جائز ہو جائے گی۔